Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز
(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔

بابت جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ مطابق ماہ جون ۱۹۴۴ء

ماہِ احسان ۱۳۲۳ ہش

جلد ۴۳ عدد ۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلام الامام امام الکلام

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تازہ کلام!

ایمان مجھ کو دیدے عرفان مجھ کو دیدے
قربان جاؤں تیرے قرآن مجھ کو دیدے

دِل پاک کر دے میرا دُنیا کی چاہتوں سے
سُبّوحیت سے حصہ سبحان مجھ کو دیدے

دِل جل رہا ہے میرا فرقت میں تیری ہردم
جام وصال اپنا اے جان مجھ کو دیدے

کر دے جو حق و باطل میں امتیازِ کامل
اے میرے پیارے ایسا فرقان مجھ کو دیدے

مجھ کو تری رفاقت حاصل رہے ہمیشہ
ایسا نہ ہو کہ دھوکا شیطان مجھ کو دیدے

وہ دِل مجھے عطا کر جو ہو نثارِ جاناں
جو ہو فِدائے دلبر وہ جان مجھ کو دیدے

دُنیائے کُفر و بدعت کو اس میں غرق کر دوں
طوفانِ نوحؑ سا اک طوفان مجھ کو دیدے

جن پر پڑیں فرشتوں کی رشک سے نگاہیں
اے میرے محسن ایسے انسان مجھ کو دیدے

دُھل جائیں دِل بدی سے سینے ہوں نُور سے پُر
امراضِ رُوح کا وہ درمان مجھ کو دیدے

دجال کی بڑائی کو خاک میں مِلا دُوں
قوّت مجھے عطا کر سُلطان مجھ کو دیدے

ہو جائیں جس سے ڈھیلی سب فلسفوں کی چُولیں
میرے حکیم ایسا بُرہان مجھ کو دیدے

منقول از الفضل قادیان

مؤرخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۶ء نمبر ۱۱۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

(ماہنامہ اردو)

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان۔

جلد ۴۳ | ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۳ھ مطابق ماہ جون سنہ ۱۹۴۴ء | عدد ۶

فہرستِ مضامین

دس گورو صاحبان کے نام	ص۲	از جناب گیانی واحد حسین صاحب
صداقت حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام ازروئے قرآن کریم	ص۱۴	از جناب مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی معلم المجاہدین تحریک جدید
سرسید کے شکوک اور حضرت مسیح موعودؑ	ص۲۲	از جناب محمود احمد صاحب حیدرآباد دکن
بریتِ آدم	ص۲۸	از جناب صلاح الدین صاحب لائلپور
قرآن مجید اور علوم سائنس	ص۳۲	از جناب شیخ عبدالقادر صاحب لائلپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسط دوم

دس گورو صاحبان کے نام

(از جناب گیانی واحد حسین صاحب)

بابا نانک صاحب کا مذہب اسلام تھا

ہم احمدیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ بابا نانک صاحب پکّے مسلمان اور ولی اللہ تھے۔ اور اس کی بنیاد ہمارے آقا و پیشوا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ کشف ہے۔ جس میں حضورؑ کو بابا صاحب بحالت اسلام دکھلائے گئے۔ (نزول المسیح صفحہ ۲۰۳) اور پھر وہ دلائل ہیں جو آپ نے بابا صاحب کے اسلام کے ثبوت میں ۱۸۹۵ء میں کتاب ست بچن اور اس کے بعد چشمہ معرفت میں تحریر فرمائے علاوہ ازیں سلسلہ احمدیہ کے علماء کی طرف سے بھی کئی ایک ٹریکٹ اور کتابیں اس موضوع پر شایع ہوئی ہیں۔ ذیل میں ہم یکجائی طور پر بغیر کسی حاشیہ آرائی کے وہ امور درج کرتے ہیں جو اِس مسئلہ پر روشنی ڈالیں گے۔

بابا نانک صاحب، کے اسلام کا عقیدہ آپ کے زمانہ زندگی سے ہی مسلمانوں میں چلا آیا ہے۔ یعنی بابا صاحب کی زندگی میں مسلمان آپ کو ولی اللہ کہتے تھے۔ (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۳۲ و جنم ساکھی منی سنگھ صفحہ ۱۰۱ و تواریخ گوروخالصہ صفحہ ۴۳ و صفحہ ۴۴ مصنفہ پروفیسر سندر سنگھ) بلکہ آپ کو ولی عارف یقین کرتے تھے۔ (تواریخ گوروخالصہ صفحہ ۴۰۳) اور نانک درویش کے نام سے پکارتے تھے۔ (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۳۶ و جنم ساکھی ولایت والی صفحہ ۲۴۸)

پھر لکھا ہے کہ آپ حاجی درویش بنکر مکے میں حج کے لئے گئے۔ (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۳۱) اور اور ممالک اسلامی میں آپ کے مقامات کو نانک قلندر یا ولی ہند کے دائرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ (تواریخ گوروخالصہ صفحہ ۳۹۶) قلندر مسلمان فقیروں کے لئے مخصوص لفظ ہے۔ رڑ ہ ال تے تھاواں دا کوشش مصنفہ ماسٹر متاب سنگھ صاحب) اور گیانی گیان سنگھ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ مکہ شریف میں بابا نانک صاحب کا مکان مسجد کی شکل پر بنا ہوا ہے۔ جو ولی ہند کے نام سے مشہور ہے۔ (تواریخ گوروخالصہ صفحہ ۴۲۲) اور عرب میں بابا صاحب ولی ہند کے نام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے مشہور ہیں اور آپ کے مکانات مسجدوں کی شکل پر بنے ہوئے ہیں۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۳۵ وناواں تے نھاداں دا کوش صفحہ ۳۵۰) اور بغداد کے مسلمان باباصاحب کو مسلمان پیر خیال کرتے ہیں۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۹ مصنفہ گیانی گیان سنگھ مطبوعہ ۱۸۹۱ء) اور ہزارہ کے علاقہ میں ایسے لوگ آباد ہیں جو اپنے آپ کو نانک ولی کے مرید بناتے ہیں۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۶۴)

باباصاحب کی وفات پر بھی مسلمانوں نے پُرزور اصرار کیا کہ ہم آپ کی نعش مبارک کو جلانے نہیں دینگے اور اس کی وجہ یہ بتلائی کہ آپ پکے مسلمان اور حاجی ہیں۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۶۳ مصنفہ سندر سنگھ) سردار خزان سنگھ صاحب نے بھی مسلمانوں کے اِس اصرار کی وجہ یہی بتلائی ہے۔ کہ وہ آپ کو مسلمان یقین کرتے تھے۔ (ہسٹری اینڈ فلاسفی آف دی سکھ ریلیجن مصنفہ سردار خزان سنگھ ای۔ اے۔ سی دہلی صفحہ ۱۰۶)

گوردوارہ ٹریبونل کے ججوں نے مقدمہ نانک کے فیصلہ میں لکھا ہے:۔

"کچھ لوگوں کا خیال ہے (دیکھو ہیوز صاحب کی ڈکشنری آف اسلام) کہ گورونانک صاحب نے اپنے خاص اصول اسلام سے لئے ہیں۔ یہ بات پکّی ہے کہ باباصاحب نے اپنے آپ کو اسلام کا مخالف ظاہر نہیں کیا اور اس نے ایک مُسلمان فقیر کی شکل میں مکّے کی یاترا کی۔" (اداسی سکھ نہیں صفحہ ۲۲)

بابانانک صاحبؒ اور السلام علیکم کہنا

قرآن شریف میں لکھا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ یعنی نہ کہو اُس شخص کو جو تمہیں السلام علیکم کہے کہ تو مسلمان نہیں اِس ارشاد کے مطابق جو ہم کو سلام علیکم کہے گا ہم اُسے مسلمان سمجھنے پر مجبور ہیں۔ بھائی گورداس نے بھی لکھا ہے کہ آپس میں ملتے وقت سلام علیکی کہنا مسلمانوں کا کام ہے۔ (وار ۲۳ پوڑی ۲۰) اور یہ ثابت ہے کہ بابانانک صاحب نے مسلمانوں کو ملتے وقت اسلام علیکم کہا۔ جسکے جواب میں ہر دو فریق نے وعلیکم السّلام کہا۔ (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۲۰ و صفحہ ۴۷۶ و صفحہ ۵۶۲ وجنم ساکھی میکالف والی صفحہ ۱۳۸) اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان باباصاحب کو مسلمان یقین کرتے تھے اور وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے۔

باباصاحب اور اذان

اذان کہنا بھی ایک پکّے مُسلمان کی علامت ہے اور جناب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باباصاحب کے متعلق لکھا ہے کہ آپ نے کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان کہی۔ (جنم ساکھی بالا ص۲۰۳ و اداں بھائی گورداس ص۱۳ و ص۱۴) اور مسٹر میکالف نے لکھا ہے کہ:۔

"جب کبھی وقت آیا تو گورونانک صاحب نے حضرت محمدؐ صاحب کے ماننے والے پکے مسلمانوں کی طرح بانگ دی" (میکالف اتہاس ص۱۴۷)

اذان کہنے والا بلند آواز سے خدا تعالےٰ کی بزرگی اور آنحضرت صلعم کی رسالت کا اقرار کرتا ہوا مسلمانوں کو نماز کے لئے مسجد کی طرف بلاتا ہے۔ پس باباصاحب کے اذان دینے سے ثابت ہوا کہ وہ رسالتِ محمدیہ کے مقر تھے۔ پھر نہ صرف یہ کہ باباصاحب نے اذان دی بلکہ نماز کی پُرزور تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

باباصاحب اور نماز

خصم کی ندرے دیہہ پسندے جن کر ایک دھیایا
تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائی

(گرنتھ صاحب ص۲۲ سری راگ محلہ ۱)

یعنی خدا کی نگاہ اور دل میں وہی لوگ پسندیدہ ہیں جنہوں نے اُس کو ایک جانا تیس روزے رکھے۔ پانچ نمازیں ادا کیں۔ علاوہ ازیں سری گوروگرنتھ صاحب میں بعض اور مقامات پر بھی نماز ادا کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ بلکہ جنم ساکھیوں میں باباصاحب نے تارک نماز کو لعنتی قرار دیا ہے۔ (جنم ساکھی بالا ص۲۲۲ و جنم ساکھی ولایت والی ص۲۴۷ اور جنم ساکھی منی سنگھ ص۱۰۱ میں باباصاحب کا حکم نماز باجماعت ادا کرنے کا درج ہے۔

باباصاحبؒ اور زکوٰۃ

اسی طرح زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں باباصاحبؒ کا ارشاد جنم ساکھی بالا ص۱۹۹ پر درج ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے اُن کا مال تباہ ہو جائے گا۔ نیز فرماتے ہیں۔ کہ زکوٰۃ نہ دینے والے پر لعنت برسے گی۔ (جنم ساکھی منی سنگھ ص۴۱۴ و تواریخ گوروخالصہ ص۴۱ میں زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم درج ہے۔

باباصاحبؒ اور روزہ و حج

باباصاحب نے روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا ہے (گرنتھ صاحب ص۲۲ و جنم ساکھی بالا ص۱۴۳ و ص۱۶۷)

پھر باباصاحب کو الہام ہوا۔ کہ اے (حضرت) نانک مکے مدینے (دا) حج کر (جنم ساکھی بالا ص۱۳۶ و جنم ساکھی بالا اردو ص۱۵۳) اور پھر باباصاحب مردانہ کو مخاطب کر کے فرماتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ کہ اگر ہمارے نصیب حج کعبہ ہے تو ہم بھی جائیں گے۔ (جنم ساکھی بالا صنہ ۱۳) پھر لکھا ہے کہ آپ حاجی درویش بن کر مکے کے حج کو حاضر ہوئے اور سورہ کلام (سورہ کلام سے مراد قرآن شریف کی کوئی سورۃ مراد ہے) کی صفت کرنے لگے (جنم ساکھی بالا صہ ۱۳۱) اور بابا صاحب فرماتے ہیں۔ جو صدق دل سے حج کرے اس کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور وہ ایسا ہوجاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بے گناہ بچہ، مردانہ خوب یاد رکھو! جو کوئی مکہ شریف کو نہ مانے وہ کافر ہے خواہ کوئی ہو (جنم ساکھی بالا اردو صہ ۱۷۶ و صہ ۱۷۷)

بابا صاحب نے حضرت نبی کریم صلعم پر درود بھیجنے کی تاکید فرمائی ہے جیسا کہ گرنتھ صاحب سری راگ محلہ میں لکھا ہے:۔

برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود

یعنی اُن لوگوں کو اگلے جہاں میں برکت ملے گی جو حضرت نبی کریم صلعم پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں:۔

ص۔ صلاحت محمدی مکھ تھیں آکھو نت

خاصہ بندہ رب دا سر متراں ہوں مت

یعنی محمد رسول اللہ صلعم کی تعریف ہمیشہ زبان سے کرتے رہو۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے خاص بندے اور پیاروں سے پیارے ہیں۔ نیز ارشاد فرمایا:۔

م۔ محمد من توں من کتیباں چار

من خدائے رسول نوں سچا اہی دربار

(جنم ساکھی سری گورو سنگھ سبھا والی صہ ۲۴۷)

یعنی محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ اُن کا دربار سچا ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے آنحضرت صلعم کے معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ حضور کو جبرائیل لے گیا۔ اور آپؐ پردہ میں خدا تعالےٰ سے ہم کلام ہوئے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا اے پیغمبرؐ! تیرا شیشہ صاف ہے جس میں میری شکل نظر آتی ہے (جنم ساکھی بالا صہ ۱۵۶ و جنم ساکھی منی سنگھ صہ ۴۲۳) پھر لکھا ہے۔ کہ بابا صاحبؒ نے مردانہ کو کہا۔ کہ "یہ مقام بزرگوں کا ہے۔ اس جگہ فرشتہ پیغمبری کی آیات لایا کرتا تھا۔ جن میں ایک آیت یہ ہے لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ یعنی اے پیغمبرؐ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو زمین آسمان پیدا نہ کرتا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(جنم ساکھی منی سنگھ ص۱۸۳) اور پوراتن جنم ساکھی ص۱۱۱ میں باباصاحب کا قول درج ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم خدا تعالےٰ کے دربان ہیں۔

گرنتھ صاحب رام کلی محلہ ۱ ص۳۶۰ میں لکھا ہے:" کل پروان کتیب قرآن"۔ یعنی کلیگ میں خدا تعالےٰ نے دُنیا کی ہدایت کے لئے قرآن شریف کو منظور فرمایا ہے۔ اور ایک شخص کے سوال پر باباصاحبؒ فرماتے ہیں:" قرآن کتیب کمائیے"۔ یعنی قرآن شریف پر عمل کرو" کرپان صاحب ایلویں ملے"۔ اس سے جو روشنی پیدا ہوگی اُس میں خدا ملے گا (جنم ساکھی سنگھ سبھا ص۱۶۹ وجنم ساکھی بالا ص۴۱۲) باباصاحب کا ایک قول یہ ہے:۔

توریت انجیل زبور تربیہہ پڑھ سُن ڈٹھے وید
رہیا فرقان کتیبڑے کل یُگ میں پروان

(جنم ساکھی بالا ص۱۴۷)

یعنی مَیں نے توریت انجیل زبور اور وید پڑھ اور سُنکر دیکھ لئے ہیں۔ قرآن کتاب ہی کلجگ کی ہدایت کے لئے خدا تعالےٰ نے منظور فرمائی ہے۔

آپ قیامت کے بھی قائل تھے۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔

" آسمان دھرتی چل سی مقام وہی ایک
دن رد چلے نس سس چلے تار کالکھ پلوئے
مقام وہی ایک ہے نانک سچ بگوئے"

(سری راگ محلہ ۱ ص۶۰ گرنتھ صاحب آد)

یعنی آسمان اور زمین بھی فنا ہو جائیں گے۔ وہ ایک ہی ہمیشہ قائم رہے گا۔ دن اور سورج فنا ہو جائیں گے۔ رات اور چاند بھی فنا ہو جائیں گے اور لاکھوں ستارے بھی نیست و نابود ہو جائیں گے۔ وہ ایک ہی یعنی صرف ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ نانک سچ کہتا ہے۔ نیز جنم ساکھی بالا ص۱۳۹ و ص۱۵۲ و ص۲۳۳ وجنم ساکھی سری گورو سنگھ سبھا والی ص۲۵۰ میں قیامت کو برحق تسلیم کیا گیا ہے۔

بابا نانک صاحب نے اسلامی بہشت اور دوزخ کے عقیدہ کو بھی تسلیم کیا ہے (دیکھو راگ ماجھ محلہ ۱ ص۱۳۱ وجنم ساکھی بالا ص۱۹۱ و ص۱۳۹ و ص۲۳۳ وگرنتھ صاحب آسا محلہ ۱ ص۴۳۷) جنم ساکھیوں اور گرنتھ صاحب میں عقیدہ شفاعت کو برحق یقین کیا گیا ہے۔ طوالت کے ڈر سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ بابا نانک صاحبؒ نے فرمایا ہے :-

عملاں والے تت دن ہوسن بے پرواہ
سبی چھٹے نانکا حضرت جناں پناہ

(جنم ساکھی سنگھ سبھا والی صفحہ ۲۵)

یعنی قیامت کے دن وہ لوگ جن کے اعمال نیک ہوں گے بے فکر ہوں گے۔ نانک کہتا ہے وہی لوگ نجات پائیں گے جن کی پشت پناہ حضرت نبی کریم صلعم ہوں گے۔

باباصاحبؒ نے حیات خان مسلمان کی لڑکی سے شادی کی اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ (دیکھا ندے راج دی وِتھیا صفحہ ۱ مصنفہ پنڈت شردھارام۔) جنم ساکھیوں کے قلمی نسخوں میں بھی یہ مضمون پایا جاتا ہے۔

چولہ صاحب اور باباصاحب کا مذہب

پھر ایک زبردست ثبوت باباصاحب کے مسلمان ہونے کا آپ کا چولہ مبارک ہے۔ جو آج تک ڈیرہ بابانانک میں آپ کی اولاد کے پاس بطور یادگار چلا آتا ہے۔ اس چولہ مبارک پر قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ گرنتھ صاحب میں آپ کو بارگاہِ الٰہی سے خلعت ملنے کا ذکر مذکور ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :-

ڈھاڈی سچے محل خصم بلایا
سچی صفت صلاح کپڑا پایا

(راگ ماجھ محلہ ۱ صفحہ ۱۴۰ گرنتھ صاحب آد)

یعنی مالک (خداتعالیٰ) نے ڈھاڈی یعنی خداتعالیٰ کی تعریف کرنے والے نانک کو اپنے حضور بلایا اور سچی صفت اور تعریف کا بھرا ہوا کپڑا (لباس) عطا کیا۔ اور گرنتھ صاحب کی لغت جو سکھوں کی ایک مشہور "خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی" نے شائع کی ہے میں بتایا گیا ہے :- "کہ گورو گرنتھ صاحب میں گورو نانک صاحب کو خداتعالیٰ کی درگاہ سے قباء ملنے کا ذکر ہے۔ (کوش گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۵۸۰) اور بھائی گورداس جن کی کلام کا مرتبہ گرنتھ صاحب کے بعد دوم درجہ پر بتایا جاتا ہے میں بھی بابا نانک صاحب کو بارگاہِ خداوندی سے ایک خلعت پہنایا جانا لکھا ہے۔

چنانچہ بھائی صاحب لکھتے ہیں :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلاں بابے پایا بخش درپچھوں دے پھر کھال کمائی
ریت اک آہار کر روڑاں کی گور کری وچھائی
بھاری کری تپسیا بڈھے بھاگ ہرسیو بن آئی
بابا پیدھا سچ کھنڈنوں ندھ نام غریبی پائی

(وار پہلی پوڑی ۲۴ صہ ۲۲)

ہم گیانی ہزارہ سنگھ صاحب کا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں :۔ یعنی گورو نانک صاحب کو پہلے ایشور کی درگاہ سے بخشش ہوئی۔ بعد میں آپ نے مجاہدے کیے۔ ریت اور آک کھا کر کنکروں کو اپنا بستر بنایا یعنی بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ بہت عبادت کی اور بہت خوش قسمتی سے خدا کے ساتھ بن آئی۔ یعنی خداوند باری آپ پر بہت خوش ہوئے۔ گورو جی کو سچ کھنڈ (خدا کے دربار) سے ایک پوشاک ملی۔ پس صاف معلوم ہوگیا کہ یہ وہی پوشاک تھی جس کا ذکر گرنتھ صاحب میں کیا گیا ہے۔ اور اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اور جنم ساکھی بھائی بالا صہ ۲۳۴ میں بھی مذکور ہے کہ خدا تعالےٰ نے بابا صاحب کو ایک خلعت یعنی چولہ عطا فرمایا۔

جنم ساکھی بالا صہ ۲۳۴ و نانک پرکاش مصنفہ بھائی سنتو کھ میں چولہ صاحب کے متعلق مرقوم ہے کہ جب بارگاہِ الٰہی سے بابا صاحب کو چولہ ملا تو آپ پہن کر شہر کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے بادشاہ کے حکم سے آپ کے گلے سے چولہ اتارنا چاہا۔ لیکن چولہ آپ کے جسم کے ساتھ چمٹ گیا اور وہ اتارنے میں ناکام ہوئے وغیرہ۔ پس منی سنگھ کا بیان کردہ چولہ یہی ہے جو سری چند و لکھمی چند کے اٹھانے پر نہیں اٹھا۔

سکھوں کے اُداسی فرقہ کا بیان ہے کہ بابا نانک صاحب کی وفات کے بعد وہ عربی میں لکھا ہوا چولہ لکھمی چند کو پہنایا گیا (دیکھو جیونی سری چندر جی مہاراج صہ ۱۲) اور چولہ مبارک کی خصوصیت پر ہندو اور سکھ مصنفین کو اتفاق ہے۔ چنانچہ پنڈت میلا رام وفا لکھتے ہیں :۔

کہنا پڑتا ہے یہ سب کو تیرا چولا دیکھ کر
کی تجھی پر قطع قدرت نے قبائے معرفت

(افضل انبیا صہ ۳۲ مصنفہ بھائی سیوا سنگھ)

اسی طرح جنم ساکھی بالا و نانک پرکاش و خورشید خالصہ مصنفہ باوا نہال سنگھ وغیرہ میں چولہ صاحب کو کرامت والا بتایا گیا ہے۔ جنم ساکھی بالا و نانک پرکاش وغیرہ میں بتایا گیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ چولہ صاحب پر علاوہ عربی حروف کے اور زبان کے حروف بھی لکھے ہوئے ہیں۔ خورشید خالصہ کے مصنف نے تسلیم کیا ہے کہ جو چولہ ڈیرہ بابا نانک میں ہے وہ جنم ساکھی کا بیان کردہ چولہ ہے۔ اور یہ کہہ کر کہ چولہ صاحب پر دیگر زبانوں کے حروف بھی درج ہیں چولہ صاحب کی حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی ہے لیکن سردار کرتار سنگھ صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر نے جغرافیہ ضلع گورداسپور میں چولہ صاحب کا خاکہ شائع کر کے یہ حقیقت آشکار کر دی ہے کہ اس پر سوائے آیات قرآنی کے اور کسی زبان کا کوئی حرف نہیں ہے۔ اصل خاکہ درج ذیل ہے:-

بابا نانک صاحبؒ اور مسلمان

(۱) سب سے پہلے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زندگی کے حالات پڑھیں تو اُن میں ایک مسلمان رئیس رائے بولار کا ذکر ملتا ہے۔ یہ علاقہ تلونڈی کے حاکم تھے۔ بابا نانک صاحب کے والد بزرگوار جناب کالوچند صاحب آپ کے ملازم تھے۔ رائے بولار کالوچند پر بہت مہربان تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کالوچند نے بابا صاحب کو کچھ رقم دیکر روانہ کیا کہ اس روپیہ سے نفع مند تجارت کرو۔ آپ روپیہ لیکر تجارت کے لیے روانہ ہوئے۔ جب چوہڑ کانہ کے جنگل میں پہنچے تو ایک بھوکے فقیروں کا گروہ ملا۔ آپ نے یہ جان کر کہ اس سے زیادہ فائدہ مند اور کونسی تجارت ہوسکتی ہے ان بھوکے فقیروں کو کھانا کھلا دیا۔ واپس گھر لوٹنے پر والد صاحب کو واقعہ سُنایا۔ تو وہ بہت ناراض ہوئے اور بابا صاحب کو بہت سخت سُست کہا اور پیٹا بھی۔ جب مسلمان رائے بولار کو اِس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُسی وقت کالوچند کے گھر آکر حال دریافت کیا۔ بابا صاحب نے کہا کہ والد صاحب نے حکم دیا تھا کہ اِس رقم کا نفع مند سودا کرنا۔ مَیں نے نفع مند سودا کیا ہے۔ تب رائے بولار نے کالوچند سے کہا۔ مہتہ جی! مَیں نے پہلے بھی آپ کو کہہ رکھا ہے کہ اِس بچہ سے ہرگز کوئی سخت کلامی نہ کرنا اور جو نقصان یہ لڑکا کرے مجھ سے وصول کر لیا کرو۔ نیز تاکید کی کہ جس قدر تمہارا روپیہ خرچ کیا کرے تم ہمارے خزانہ سے لے جایا کرو مگر اس کو رنج نہ پہنچاؤ۔ (تواریخ گوروخالصہ مصنفہ گیانی گیان سنگھ صفحہ ۳۴ و تواریخ گوروخالصہ مصنفہ پروفیسر سندر سنگھ)

رائے بولار اور بابا نانک کی دعوت

(۲) جنم ساکھی بالا میں مرقوم ہے کہ رائے بولار نے بابا صاحب کی دعوت کی۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

"اتے رائے آکھیا تپا جی رسوئی کیہی جیوندے ہو۔ تاں گورو نانک جی آکھیا رائے جی جو کرتار بھیجدا ہے سوئی جیوندے آ ہے۔ تاں رائے کہیا۔ ناں تپا مَیں ہور واسطے پوچھیا ہے۔ آکھیں اتے جے کھا دیں تاں بکرا سوواواں۔ تاں گورو نانک جی آکھیا۔ ایتھے فرمائش دی جائے نہیں جو کچھ اپنی خوشی بھیجو سوئی اساں نوں اچھا ہے۔ . . . تاں رائے کہیا او امیدا بکرا جب سوواؤ پرشاد کر تیار ہو۔ تاں شُدا برہمن بھانڈے لے آیا۔ تب رائے نے کہا کہ پہلے کچھ میٹھا کرے ہو اتے پچھوں سلونا کھاسن۔" (جنم ساکھی بالا صفحہ ۸۶)

یعنی رائے بولار نے کہا۔ اے نانک صاحب! آپ کھانا کیسا کھاتے ہیں۔ گورو صاحب نے جواب میں کہا۔ جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے وہی کھا لیتے ہیں۔ تب رائے بولار نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہا۔ کہ اے نانک میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ آپ حکم دیں اور کھائیں تو آپ کے لئے بکرا بنواؤں (ذبح کراؤں) تب گورونانک صاحب نے کہا۔ یہاں فرمائش کی جگہ نہیں۔ جو کچھ اپنی خوشی سے بھیجو ہم کو وہی اچھا ہے۔ تب رائے بولار نے امیدا نامی شخص کو حکم دیا کہ جلدی بکرا ذبح کرو۔ کھانا بنواؤ۔ تب کھانا پکانے کے لئے سُدا براہمن برتن لے آیا۔ اور رائے بولار نے کہا کہ اے سُدا پہلے کچھ میٹھا کھانا بنالو آپ نمکین کھانا بعد میں کھائیں گے۔

بابا نانک کی شادی اور رائے بولار

(۳) بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب اپنی کتاب نانک پرکاش ص۹۳ نمبر ۱ میں بابا نانک صاحب کی شادی کے متعلق لکھتے ہیں کہ کالوچند صاحب رائے بولار کے پاس گئے۔ بہت تعظیم کے بعد عرض کی کہ آپ کے درس نانک کو بیاہنے کے لئے میں نے سلطان پور ریاست کپورتھلہ جانے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ کی اجازت لینے کی غرض سے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ تب رائے بولار نے جواب دیا :۔

شومتا کموئے اُدھارتا دھار کرو اُپ بیاہ سو کیرت کاری
موہے نکیت تے چاہے سولے وہ سوکارتھ آؤ دھن بھاری
لینے تُرنگم بھوکمن سُخت سُندر زین جنے چھب چھائی
سُنیدن آؤ سکٹے شُبھ ساج کے تنبو قنات لے سمدائی

(نانک پرکاش ادھیائے (۲ ص۹۱ و ص۹۲ نمبر ۱۷)

ترجمہ:۔ اے کالو! اچھی شان و شوکت سے شادی کرو۔ میرے گھر میں سے جو کچھ چاہو لے لو۔ اور روپیہ بھی جتنا ضرورت ہو لے لو۔ تب انہوں نے پالکی، رتھ، گھوڑے معہ ساز و سامان و خوبصورت زینوں کے، گدّے، خیمے، قناتیں اور دیگر اچھے سامان سب لے لئے۔

۴۔ ننکانہ صاحب گوردوارہ جنم استھان کے ساتھ رائے بولار نے جاگیر لگادی۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

"اس دربار کے نام ۲۴۷ مربعہ زمین اور ۹۰۹۲ روپے سوا پندرہ آنہ کی جاگیر ہے۔ ننکانہ صاحب سارا ہی گوردوارہ کی ملکیت ہے۔ رائے بولار نے سارا رقبہ ہی گورو کے لئے نذر کر دیا۔"

(گوردھام دیدار ص۱۳۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵- گوردوارہ بال لیلا کیسا تھ رائے بولار نے جاگیر لگادی۔ لکھا ہے:-

"اس جگہ گورو نانک صاحب چھوٹی عمر میں کھیلتے رہے ہیں۔ بڑا بھاری تالاب ہے۔ اس گوردوارہ کے ساتھ مسلمان رائے بولار نے۔ ۱۲۰ مربعہ زمین اور ۱۳ روپے سالانہ جاگیر لگائی۔" (گوردھام دیدار ص ۱۲۷)

۶- جس جگہ گورو نانک صاحب بچپن میں بھینس چرایا کرتے تھے اس جگہ کے گوردوارہ کا نام مال جی صاحب ہے اس کے ساتھ رائے بولار نے ۱۹ مربعہ زمین اور مبلغ ۵۰ روپے سالانہ جاگیر لگادی۔ (گوردھام دیدار ص ۱۲۸)

۷- گوردوارہ کیارا صاحب کے نام ۴۵ مربعہ زمین رائے بولار کے وقت سے لگی ہوئی ہے۔ (گوردھام دیدار ص ۱۲۸)

۸- رائے بولار نے گوردوارہ بال لیلا کے ملحق ایک تالاب گورو نانک صاحب کے لئے بنوادیا۔ (خورشید خالصہ ص ۳۹ مصنفہ باوا نہال سنگھ)

نواب دولت خان لودھی اور بابا نانک صاحب

۹- آپ کا بھائی گورداس نے اس طرح ذکر کیا ہے:-

"دولت خان لودھی بھلا ہوا جند پیر ابناسی" (وار ۱۱ پوڑی ۱۳)

یعنی دولت خان لودھی اچھا ہو گزرا ہے۔ وہ زندہ پیر اور غیر فانی تھا۔

بابا نانک صاحب کا بہنوئی جے رام نواب صاحب کا ملازم تھا۔ اُس نے سفارش کر کے بابا صاحب کو بھی آپ کی ملازمت میں رکھوادیا۔ (ناواں تے تھاواں دا کوش ص ۵ مصنفہ متاب سنگھ)

۱۰- بابا صاحب کی شادی پر براتی موضع رائے بھوئے کی تلونڈی (ننکانہ صاحب) سے تیار ہو کر سلطان پور آئے تو آپ کے بہنوئی جے رام نواب دولت خان کے پاس برائے حصول امداد گیا۔ چنانچہ بھائی سنتوکھ سنگھ نے لکھا ہے کہ نواب صاحب نے آپ کی شادی کے لئے ہاتھی بعد امباریوں کے اور گھوڑے سواری کے لئے اور زیور سونے کے جن میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے جو بہت خوبصورت دکھائی دیتے تھے اور اُونٹ بمعہ خیموں اور قناتوں کے بوجھ اٹھانے کے لئے دیئے اور اپنے خزانہ سے بہت سا روپیہ منگوا کر بخوشی دیا۔[۱]

(نانک پرکاش ص ۱۹۴ ادھیائے ۲۱ نمبر ۳۹)

---

[۱] سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ "بابا نانک کی شادی پر بہت سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۱- خان قلات نے گورو نانک صاحب کے گوردوارہ کے ساتھ جاگیر لگادی جو اب تک موجود ہے۔ (سری گوردوارے درشن ص۷۵ مصنفہ ٹھاکر سنگھ گیانی)

۱۲- خواجہ شمس الدین صاحب نے گوردوارہ پنجہ صاحب کا تالاب پختہ بنوایا۔
(گوردھام سنگرہ ص۳۲ مصنفہ گیانی گیان سنگھ)

۱۳- گوردوارہ پنجہ صاحب کو حضرت امام جماعت احمدیہ نے مبلغ پانچصد روپیہ کی رقم عطا فرمائی اس کا ذکر کرتے ہوئے سکھ اخبار "شیر پنجاب" لاہور کے ایڈیٹر سردار امر سنگھ صاحب زیر عنوان "خلیفہ قادیان کا پنجہ صاحب کے لئے عطیہ لکھتے ہیں:-

"امرتسر ۲۰ فروری خلیفہ قادیان نے ۵۰۰ روپیہ گوردوارہ پنجہ صاحب کی عمارت کے لئے دیا"۔ (اخبار شیر پنجاب ۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

۱۴- ننکانہ صاحب گوردوارہ سری جنم استھان کے شمال مشرقی دروازہ کے دونوں جانب سنگِ مرمر کے دو سفید پتھر دیوار میں چسپاں ہیں جن پر گورمکھی اور اُردو حروف میں یہ عبارت مرقوم ہے:-

"سیوا کرائی حکیم بھولے خان زڑ کا چک ۱ رکھ برانچ ضلع لائلپور یکم ہاڑ سمت ۱۹۸۶ بکرمی
سیوا کرائی بیگم دھرم پتنی حکیم بھولے خان موضع زڑ کا چک ۱ رکھ برانچ ضلع لائل پور۔
یکم ہاڑ سمت ۱۹۸۶ بکرمی"

۱۵- جنم ساکھی بالا کا بیان ہے۔ کہ شیخ فرید صاحب (برہم صاحب) اور بابا صاحب نے مل کر ایک لمبا سفر اختیار کیا۔ علیحدگی کے وقت باباصاحب نے کہا۔ اے شیخ صاحب! آپ کے اندر خدا صحیح ہے۔ تب فرید صاحب بوقت رخصت بابا نانک صاحب کے گلے میں بازو ڈال کر ملے۔ (جنم ساکھی بالا ص۲۶۵)

(باقی - باقی)

بقیہ حاشیہ ص۱۲- گھوڑے، رتھ، سونے چاندی، موتی، پنا (زمرد) وغیرہ جواہرات سے آراستہ تھے اور بے بہا جواہرات کا حدّ و حساب نہ تھا۔ بھلا یہ گھوڑے نہیں تو کیا ہیں"۔ (ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ ص۴۷۷) یہ سوامی جی کی لاعلمی تھی۔ ہاتھی، گھوڑے، رتھ، جواہرات، موتی، زمرد، یہ تمام مسلمانوں نے آپ کی شادی پر بطور تحفہ دیئے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسط سوم

صداقت حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

از روئے قرآن کریم

بلحاظ دعویٰ کے بعد کی زندگی کے

(از جناب مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی معلم المجاہدین تحریک جدید)

معیار ہفتم

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ (مجادلہ آخر) یعنی خدا تعالےٰ نے لکھ رکھا ہے اور فرض کر دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ قوی اور غالب ہے۔

گویا انبیاء آتے ہیں۔ اُس وقت کے علماء، فقراء، اُمراء، غرضیکہ ہر طبقہ کے لوگ اُس کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ دونوں فریق کا سخت مقابلہ ہوتا ہے۔ بالآخر خدا تعالیٰ اپنے رسولوں کو غالب کر دیتا ہے۔

ہمارے سامنے قرآنی، تاریخی واقعات موجود ہیں۔ انبیاء کرام کو جو اپنے اپنے رنگ میں ظاہری غلبہ ہوا اس کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) وہ انبیاءؑ جن کی ساری قوم مان گئی۔ جیسے یونس علیہ السلام کہ فرمایا۔ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ (صافات ۵ و نیز یونس رکوع)

(۲) وہ انبیاءؑ جن کی مخالف قوم بالکل سب کی سب مٹا دی گئی۔ جیسے نوحؑ، ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ، لوطؑ علیہم السلام۔ (ملاحظہ ہو سورہ ہود و دیگر آیات قرآنیہ)

(۳) وہ انبیاءؑ جو بڑی بڑی قوموں اور وسیع علاقوں میں آئے۔ اُن میں سے بعض انبیاءؑ جلالی شان رکھنے کی وجہ سے ظاہری بادشاہت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جیسے داودؑ، سلیمانؑ و نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی مدنی زندگی میں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴) وہ انبیاء جو اپنے بدترین مخالفوں سے خود مع قوم کے محفوظ رہے اور شریر و معاند موت کے گھاٹ اُترے۔ جیسے موسیٰ و ہارون علیہم السلام۔

یہ ظاہری غلبہ کی مثالیں ہیں۔ مگر ان مذکورہ انبیاء کو اور اِن کے علاوہ دیگر انبیاء کرام کو جو باطنی روحانی غلبہ (کہ حقیقی غلبہ وہی ہے) ہوا۔ وہ مندرجہ ذیل طریق سے ہوا

(۵) جانی دشمنوں، خون کے پیاسوں کی بدترین مخالفانہ کارروائیوں اور سازشوں کے باوجود اُن انبیاء کرام کی خیر و برکت دُنیا میں پھیلی، مقبولیت بڑھی، اولاد و دیگر ماننے والوں نے روحانی برکت حاصل کی۔ دُنیا میں اُن کی محبت کا دم بھرنے والے نام لیوا دن بدن بڑھتے ہی گئے اور دشمن مٹتے گئے۔ اور موتوا بغیظکم کے مصداق بنے۔ جیسے مثلاً حضرات ابراہیمؑ، زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسےٰؑ۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی مکی زندگی میں۔

پس خداتعالےٰ کی نصرت، غلبۂ ظاہری، غلبۂ باطنی کا جو رنگ اِن انبیاء کرام میں قرار دیا جاوے وہی رنگ حضرت میرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے حالات میں بھی واضح طور پر نظر آئیگا۔ مثلاً :-

مخالفوں کے بدارادوں سے محفوظ رہنا۔ خوارق کا ظہور۔ تقریری و تحریری مقابلہ میں نمایاں کامیابی۔ اپنی بات کو باوجود ہر طبقہ کی ہر قسم کی مخالفت کے دُنیا میں پھیلانا۔ اور لکھوکہا طبائع انسانی کو باوجود شدید مخالفت کے اپنی طرف لے آنا۔ اولاد اور اپنی عزت و وجاہت۔ دشمنوں کا مٹنا وغیرہ ذٰلک سبھی طرح۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :-

خدا کا ہم پہ بس لطف و کرم ہے ❊ وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے ❊ ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے
ظہورِ عون و نصرت دم بدم ہے ❊ حسد سے دشمنوں کی پُشت خم ہے

ایک اور جگہ بطور تحدی فرماتے ہیں :-

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر ❊ میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

خداتعالےٰ کی فعلی شہادت مفتریوں کے لئے

عربی زبان کا ایک مقولہ ہے۔ جو ایک ناقابلِ تردید حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ کہ وبضدہا تتبین الاشیاء یعنی صرف کسی چیز کی ذاتی خوبی کی وجہ سے ہی وہ چیز ممتاز نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدمقابل و متضاد چیزوں کے حالات سے نمایاں فرق ہونے پر بھی اس کی قدر و قیمت نمایاں ہوتی ہے۔ اِس امر کو فارسی شعر میں یوں بیان کیا گیا ہے ؎

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ و سیاہ ؛ کس ندانستے جمالِ شاہد گلفام را

پس مذکورہ بالا معیارات میں مدعیانِ صادق سے خدا تعالےٰ کا جو سلوک واضح کیا گیا ہے ایک طرف اُسے مدنظر رکھتے ہوئے دوسری طرف ہم یہ بھی دیکھیں کہ خدا تعالےٰ نے مفتریوں سے کس قسم کے سلوک کا وعدہ کیا ہے۔ کہ اس سلوک کے لحاظ سے بھی حضرت میرزا صاحب علیہ السلام کو پرکھ لیا جاوے۔ کہ چونکہ وہ سلوک اُن سے نہیں ہوا۔ لہٰذا وہ مفتریوں میں ہرگز ہرگز شمار نہیں ہوسکتے۔

معیار ہشتم

فمن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبًا او کذب بایٰتہ انہ لا یفلح الظّٰلمون ٥ (انعام ۳) یعنی کون شخص زیادہ ظالم ہوگا بہ نسبت اُس شخص کے جس نے افترا اور جھوٹ باندھا خدا تعالیٰ پر۔ یا پھر بہ نسبت اُس شخص کے جس نے، جھٹلایا اُس کی نشانیوں کو۔ یقیناً ایسے ظالم ہرگز کامیاب نہیں ہوتے۔ اتمہٗ ضمیر شان لاکر قاعدہ کا اظہار کیا ہے کہ مفتری اور کسی سچے کا مخالف دونوں اپنے اپنے مقصد و مدعا میں کامیاب نہیں ہوتے محض ناکام و نامراد رہتے ہیں۔ مدعی مامور من اللہ اگر سچا ہے تو کامیاب ہوگا اور اس کا مخالف ناکام رہے گا۔ اور مدعی اگر مفتری ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے تو وہ خود ناکام رہے گا اور اُس کا مخالف کامیاب ہوگا۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ ان الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لا یفلحون (نحل ۱۵) کہ مفتری لوگ ہرگز ہرگز اپنے مقصد و مُدعا میں کامیاب نہیں ہوتے بلکہ محض ناکام رہتے ہیں۔

کامیابی کی تشریح

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری رأس المعاندین لکھتے ہیں:۔ "کامیابی کے معنی ہیں جو انسان اپنا مقصد رکھتا ہو اس کو پورا ہوتا ہوا دیکھ لے۔ نہ دیکھے تو ناکامی" (اہلحدیث ۱۹ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۶) ایک مدعی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں سے اپنی بات منوالے۔ دُنیا کو اپنی طرف جھکا لے۔ اس کے مخالفین کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کی بات نہ مانی جاوے اور دُنیا اس کی طرف نہ آئے۔

عقلی اقتضاء

بھی یہی ہے کہ مفتری ہرگز ہرگز اپنا سلسلہ مستحکم نہ کرسکے اور اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو۔ ورنہ کاذب و صادق میں فرق کیا رہا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بالکل سچ ہے کہ ؎

مفتری ہوتا ہے آخر اِس جہاں میں روسیاہ ؎ جلد تر ہوتا ہے برہم افتراء کا کاروبار

علامہ ابو عبداللہ محمد طاہر گجراتی

فرماتے ہیں۔ "لا یمکن مدعی النبوۃ فانہ ممکنۃ فلو مکن لا تتبس النبی بالمتنبی۔ یعنی مدعیٔ نبوت کاذبہ کو ہرگز استحکام نہیں بخشا جاتا۔ کیونکہ دعویٔ نبوت تو انسانی طاقت میں ہے اور ممکن الوجود ہے۔ پس اگر مدعیٔ نبوت کاذبہ کو بھی استحکام بخشا جاتا تو سچا نبی جھوٹے نبی سے مشتبہ ہو جاتا۔ (مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۴۹۴)

پس بموجب الحکم بالخواتیم نتیجہ پر حکم لگانا چاہئے۔ یعنی ہر مدعی کے متعلق دیکھنا چاہئے۔ کہ مقابلہ کی لمبی دَوڑ میں کون مقصد و مدعا میں کامیاب رہا۔ وہ مدعی یا مخالف لوگ؟ حضرت میرزا صاحبؑ علیہ السلام کا ماننے والوں کے نزدیک جو مقصد ہو یا مخالفوں کے نزدیک جو آپؑ کا مقصد ہو دونوں صورتوں میں دونوں کے نقطۂ خیال سے حضرت میرزا صاحب علیہ السلام کو کامیابی و فلاح حاصل ہوئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ یعنی ماننے والوں کے نزدیک آپؑ کا مقصد اصلاح خلق اللہ، قیام جماعت تھا جو آپؑ کے مشن کو چلائے۔ سو یہ مقصد پُورا ہو گیا۔ مخالفوں کے نزدیک آپؑ کا مقصد محض دوکانداری، دُنیا بٹورنا (معاذ اللہ) سو اُن کے خیال سے میرزا صاحبؑ کو یہ بھی حاصل ہو گیا۔ کیونکہ وہی کہتے ہیں کہ لاکھوں روپیہ قادیان جاتا ہے۔ اور وہ روک نہیں سکتے۔ حضرت میرزا صاحب علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کو توجہ دلائی ؎

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا ؎ گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا ؎ مَیں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا
دُنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی ؎ جو اُس نے مجھے اپنی عنایات سے نہ دی
اک قطرہ اسکے فضل نے دریا بنا دیا ؎ مَیں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

معیار نہم

خدا تعالیٰ نے افتراء علی اللہ کو قابلِ سزا گناہ قرار دیا ہے۔ فرمایا فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبًا او کذب بآیتہٖ اولٓئک سینالھم نصیبھم من الکتٰب (اعراف ۴) یعنی کون شخص زیادہ ظالم ہوگا بہ نسبت اُس شخص کے جس نے افتراء کیا خدا تعالیٰ پر یا بہ نسبت اس شخص کے جس نے خدا تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کی (پھر بطور قاعدہ و قانون بتایا کہ) ایسے لوگوں کو ضرور پہنچیگا انکا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حصّہ (عذاب الٰہی ولعنت ابدی کا) جو اُن کے لئے قرآن میں مقرر کیا گیا ہے۔

اِسی صورت میں دوسری جگہ اس عذاب الٰہی اور افتراء کی سزا کا ذکر بایں الفاظ کر دیا ہے کہ

انّ الّذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلۃ فی الحیٰوۃ الدنیا وکذٰلک نجزی المفترین ۰ (اعراف ۱۹)

(موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے گوسالہ پرستوں کی سزا کا ذکر کیا) یعنی تحقیق جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا۔ ضرور اُن کو پہنچیگا غضب الٰہی اور ذلّت اِسی دُنیا میں اور یہی سزا ہم مفتریوں کو دیتے ہیں اور دیا کریں گے۔

معلوم ہوُا اِسی دُنیا میں مفتری پر غضب الٰہی اور عظیم الشان ذلت ظاہری کی ایسی مار پڑتی ہے کہ ہر شخص کو اُس کے افتراء کا پتہ لگ جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں بجائے اُس مدّعی کے قریب جانے کے اُس سے دُور بھاگنا ہی بہتر جانتا ہے۔

عقلِ سلیم بھی یہی کہتی ہے کہ بنی نوع انسان کے خالق و مالک ہادی اور رہنما ذات کیطرف سے جھُوٹے مدّعی ماموریت پر ایسی قہری تجلی ہونی چاہیئے کہ دوسروں کو بھی نصیحت ہو اور دُنیا ایسے مفتری سے نفرت کر کے گمراہی سے بچ جاوے۔

تاریخی طور پر ایک بھی ایسا مدعی نہیں ملتا جو حقیقتہً تو مفتری ہو مگر الٰہی غضب اور ذلت و ناکامی کی مار سے بچ گیا ہو۔ یا تو جلدی ہی توبہ کر گئے ورنہ ضرور ہلاک کر دیئے گئے۔ کیا یہ جائے تعجب اور حیرت کا مقام نہیں کہ ایک طرف خود خداتعالیٰ ہی مفتری پر غضب اور ذلت کی مار مارنے کا اعلان فرما دے۔ پھر تمام دُنیا بھی مثلاً ایک مدّعی کو کاذب سمجھکر اس کے درپے آزار ہو۔ پھر بھی وہ مدّعی اگر دن رات ترقی کرتا جائے اور ذلت کی بجائے عزت پاتا جاوے۔ تو باوجود اس کے ترقی پاتے جانے کے پھر بھی اُسے جھوٹا قرار دیا جاوے۔ چنانچہ اِسی وجہ سے حضرت میرزا صاحب علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کو توجہ دلائی کہ ؎

آخر یہ بات کیا ہے کہ ہے ایک مفتری ؎ کرتا ہے ہر مقام میں اسکو خدا بَری
جب دشمن اسکو ہیچ میں کوشش سے لاتے ہیں ؎ کوشش بھی اس قدر کہ وہ بس مر ہی جاتے ہیں
پھر بھی وہ نامراد مقاصد میں رہتے ہیں ؎ جاتا ہے بے اثر وہ جو سَو بار کہتے ہیں
ذلت ہیں چاہتے یہاں اکرام ہوتا ہے ؎ کیا مفتری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معیار دہم قرآن شریف نے ہر جگہ مفتری علی اللہ کو اظلم قرار دیا گیا ہے۔ سورہ ہُود میں مفتریوں کا ذکر کر کے فرمایا - الا لعنۃ اللہ علی الظالمین یعنی ایسے ظالموں پر خدا تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے۔ اسی جگہ اگلی آیت میں اس لعنت کا اثر بھی بیان فرما دیا ہے کہ وما کان لھم من دون اللہ من اولیاء۔ یعنی ان کا کوئی والی و مددگار بمقابل خدا کے نہیں ہوتا - گویا خدا اُن مفتریوں کا مخالف ہوتا ہے۔ خدا کے مقابل پر کوئی اُن مفتریوں کا والی و مددگار نہیں ہو سکتا - ایک اور جگہ پر کلیہ قاعدہ کے طور پر فرمایا ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ ولیا و لا نصیرا (نساء ۸) یعنی جس پر خدا تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے تو اُس کا یار و مددگار نہیں پائیگا۔

گویا مفتری اظلم ہوتا ہے - اُس پر خدا تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے - اس لعنت کا پتہ یُوں لگتا ہے کہ اس کا نام لیوا، عاشق زار، محب وفادار، خادم جاں نثار کوئی بھی نہیں ہوتا - وہ مفتری جھوٹے دعوے کے ساتھ اپنی شہرت چاہتا ہے - مگر خدا تعالیٰ اس کو بے یار و مددگار ہی رکھتا ہے - سچ ہے ؎

لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں ٭ عزت نہیں ہے ذرہ بھی اسکی جناب میں

اس عظیم الشان اٹل قانون کی تصدیق تاریخی واقعات سے بھی ہوتی ہے - مدعیان نبوت ہزاروں لاکھوں ہوئے - مگر بجز انبیاء صادقین کسی جھوٹے نبی کے نام لیوا دُنیا میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملیں گے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں :-

"واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی - یہی وجہ ہے کہ دُنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی اُمت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے۔" (مقدمہ تفسیر ثنائی ص۱۶ مطبوعہ ۱۳۲۲ھ ہجری)

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام معاذ اللہ اگر مفتری ہوتے تو اُن سے بھی یہی سلوک ہونا چاہئیے تھا جو اِس مندرجہ بالا معیار میں بیان ہوا۔

مگر دوست و دشمن آج مشاہدہ کر رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام سے اس معیار کے خلاف دوسرا سلوک ہوا - چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(الف) سہ

مَیں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہُنر ٭ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اِس طرف کو ذرہ بھی نظر نہ تھی! ٭ میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی!
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا ٭ اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

(ب) "وانظروا الی آثار رحمته و آیات قبولیته - انّ القوم یسعون لاعدامی وھو یربّی عروقی و القوم یمکر لقطع اصلی و ھدم بنیانی وھو ینمی افنانی و اغصانی و القوم یرید اطرادی و تحقیری و ھو یکرمنی ویبشرنی بمراتب و یدنینی" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۱)

یعنی اور دیکھو خدا تعالیٰ کی رحمت کے نشانات اور (اسکے ہاں) مقبول ہونے کی علامات کیونکہ قوم مخالف تو میرے معدوم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر وہ خدا تعالیٰ میری جڑھ کی پرورش کرتا ہے۔ قوم مکر و فریب کر رہی ہے کہ میری اصل کو کاٹ دے اور میری بنیاد کو گرا دے مگر وہ خدا میرے تنوں، میری شاخوں کو بڑھا رہا ہے۔ قوم مجھے دھتکارنا چاہتی اور میری تحقیر و توہین کے درپے ہے۔ مگر وہ خدا میری عزت کر رہا، مراتب عُلیا کی بشارت دیتا اور اپنا مقرب کرتا ہے۔

معیار یازدہم

افتراء بڑا جُرم ہے۔ فرمایا۔ انظروا کیف یفترون علی اللّٰہ الکذب و کفیٰ بہٖ اثمًا مّبینًا (نساء ۷)، یعنی دیکھو کس طرح وہ خدا تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں حالانکہ وہ کھُلم کھلا ایک بڑا گناہ ہے۔ گویا افتراء قابلِ سزا فعل ہے۔ کوئی اس سے بچ نہیں سکتا۔ دوسری جگہ فرمایا۔ قُل اِنِ افتریتہٗ فعلیّ اجرامی (ہود ۳) یعنی کہدو اگر مَیں مفتری ہوں تو مجھے اس جُرم کی سزا ملیگی۔ ایک اور جگہ اِس جُرم کی سزا بھی خود ہی بیان فرما دی کہ ویلکم لا تفتروا علی اللّٰہ کذبا فیسحتکم بعذاب و قد خاب من افتریٰ (طہٰ ۳) یعنی ہلاکت ہو تم پر اے لوگو! نہ افتراء کیا کرو خدا تعالےٰ پر ورنہ پیس دیگا وہ تم کو اپنے سخت عذاب سے اور یقینًا خائب و خاسر رہتا ہے (اپنے مقاصد میں) وہ شخص جو افتراء کرتا ہے۔

معلوم ہوا مفتری کا جُرم ایسا سخت ہے کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی اُسے بالکل نیست و نابود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور فنا کر دیتی ہے۔ ایسا انسان نہ صرف اپنے مقاصد میں ہی نامراد رہتا ہے بلکہ خسر کم جہاں پاک کا مصداق ہو جاتا ہے۔ اگر یہ قرآنی اصل سچا اور اٹل ہے اور یقیناً ہے تو پھر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام بھی ضرور ضرور سچے ہیں۔ کیونکہ خود آپ نے اپنے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ الہام فرمایا ہے کہ قل ان افتریتہٗ فعلیّ اجرامٌ شدید (تذکرہ ۔۔) گویا آپ نے بیانگ دُہل لوگوں کو توجہ دلائی کہ اے لوگو! اگر میں مفتری ہوں تو میں معترف و مقر ہوں کہ پھر واقعی بڑا مجرم ہوں اور اس جُرم کی ضرور مجھے سزا ملنی چاہئے۔ مگر باوجود اس کے خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنے فرمودہ (مفتریوں والے) سلوک سے محفوظ رکھا۔ فالحمد للہ! پس سوچنے والوں کے لئے یہ ایک بڑی بات ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں ÷ ایسے کاذب کیلئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی ÷ خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار

معیار دوازدہم قُل اِنِ افتریتہٗ فلا تملکون لی من اللہ شیئًا (احقاف ۱) یعنی کہدو۔ اگر میں نے افتراء کیا ہے تو تم ہرگز مالک و قادر نہیں میرے لئے کسی بچاؤ کے خدا تعالیٰ کے عذاب سے۔

معلوم ہوا خدا تعالیٰ کی طرف سے مفتری پر ایسی تباہی اور بربادی وارد ہوتی ہے کہ دُنیا کی کوئی حکومت، کوئی قوم، کوئی دوست و آشنا، کوئی برادری و جتھا اُسے اُس عذاب سے بچا نہیں سکتے۔

عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ جس طرح ظاہری گورنمنٹ جھوٹے افسر کو جلدی ہی سزا دیتی ہے۔ کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ بھی ضرور جھوٹے نبی کو تباہ و برباد کر دے کہ مخلوق بھی گمراہ نہ ہو اور دوسرے مفتری بھی عبرت پکڑیں۔ اسی بناء پر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کو توجہ دلائی اور فرمایا ؎

جسکے دعویٰ کی سراسر افتراء پر ہے بناء ÷ اس کی یہ تائید ہو پھر جھوٹ سچ میں کیا نکھار
کیا خدا بھُولا رہا تم کو حقیقت مل گئی ÷ کیا رہا وہ بے خبر اور تم نے دیکھا حالِ زار

(باقی۔ باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرسید کے شکوک اور حضرت مسیح موعودؑ

(از جناب محمود احمد صاحب حیدر آباد دکن)

ایک طرف نیچرل سائینس نے سید صاحب کو متاثر کیا تو دوسری طرف فلسفۂ جدیدہ نے محصور کیا۔ کہیں سائینس کے مفروضہ نظریات نے اُن کی آنکھوں کو چُندھیایا اور اُن کی عقل کو متحیر کیا، تو کہیں فلسفہ جدید کے فاسدات نے اُنہیں مرعوب اور مغلوب کیا، وہ ایسے کچھ گھبرائے کہ اُن کی زبان سے بے ساختہ نکلا:-

"فلسفہ ہمارے دائیں ہاتھ پر ہوگا اور نیچرل سائینس بائیں ہاتھ میں اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تاج سر پر[۱]"

سید صاحب کے اسی رجحان نے اُنہیں کلام اللہ اور عقائدِ اسلام کی ایسی رکیک تاویلات کرنے پر آمادہ کیا کہ اُن کی تاویلات صحیح منشاءِ اسلامی کو فراموش کر گئیں اور وہ تعلیماتِ اسلامی کا رد ہو گئیں۔ تب مامور الٰہیؑ نے ارشاد فرمایا:-

"سید صاحب کے ہر ایک فقرہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اِس نئے فلسفہ نے جو یورپ نے پیش کیا ہے ان کا دل کانپتا اور لرزتا ہے اور انکی رُوح اس کو سجدہ کر رہی ہے۔ ہم نے جس کسی ایسے مقام سے اُن کی تفسیر کو دیکھا جہاں اُنہیں قرآن کریم پیچ پیچ فلسفہ موجودہ کے مخالف یا بظاہر نظر مخالف معلوم ہوتا تھا، وہاں یہی پایا کہ سید صاحب اقراری مدعا علیہ کی طرح فلسفہ کے قدموں میں گر پڑے ہیں، اور فلسفی تعلیمات کو بسر و چشم قبول کر کے تاویلاتِ رکیکہ کے ساتھ قرآن کریم کی طرف سے ایسی ذلت کے ساتھ صلح کا پیغام پہنچایا کہ جیسے عاجز اور مغلوب دشمن درماندہ ہو کر اور ہر طرف سے رُک کر چند کچے اور بیہودہ عذرات سے مصالحہ کا

[۱] رسالہ جامعہ ستمبر ۱۹۳۸ء بحوالہ مضمون "علی گڑھ۔ ندوہ، جامعہ عثمانیہ"۔ سید صاحب نے ۱۸۹۳ء میں اہل جالندھر کے اُن کی خدمت میں ایڈریس پیش کرنے پر جواباً اور تقریراً فرمایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طالب ہوتا ہے۔ ہم کو یہ شوق ہی رہا کہ سید صاحب کی کوئی ایسی تالیف بھی دیکھیں جس میں سید صاحب نے کوئی تیز تلوار فلسفہ موجودہ پر چلائی ہو۔ اور مخالفت کے موقع پر بغیر کسی تاویل کے قرآن کریم کا بول بالا ثابت کیا ہو مگر افسوس کہ یہ ہمارا شوق پورا نہ ہوا۔[۵۱]

"سید صاحب سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ حال کی تحقیقاتوں کو ایسا مسلّم الثبوت اور یقینی مان لیا کہ گویا اُن میں غلطی ہونا ممکن ہی نہیں۔ حالانکہ اس نئے فلسفہ اور سائنس میں ایسی ہی غلطیاں نکلنا ممکن ہے کہ جیسے فلسفہ اور طبعی کی اب غلطیاں نکل رہی ہیں۔ سید صاحب اس مثل کو بھول گئے کہ پائے استدلالیاں چوبیں بود اور نئے فلسفہ کو وہ عزت دی جو خدا تعالےٰ کی پاک اور لاریب کلام کا حق تھا"[۵۲]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سید صاحب کی تاویلات کے متعلق فرماتے ہیں :-

"سید احمد خانصاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کی بعض تحریرات سے خصوصاً اُن کی تفسیر کے دیکھنے سے کچھ ایسے خیالات اُن کے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا ان کو اِس بات سے انکار ہے کہ سچ مچ کسی کو مخاطبہ اور مکالمہ الٰہیہ نصیب ہو سکے۔ اور مَیں اب تک یہی سمجھتا ہوں کہ وہ اُس وحی سے منکر ہیں۔ جو بذریعہ جبرئیل علیہ السلام انبیاءؑ کو ملتی ہے۔ اور الٰہی طاقتوں، غیب گوئی اور دیگر خوارق کو اپنے اندر رکھتی ہے اور خالصاً آسمان سے نازل ہوتی ہے نہ کوئی فطرتی قوت۔ اگرچہ وہ بظاہر جبرئیل کو بھی مانتے ہیں مگر اُن کا جبرئیل وہ نہیں ہے جس کو بالاتفاق بیس کروڑ مسلمان دُنیا میں مان رہے ہیں۔ وہ کلام الٰہی کے بھی قائل ہیں، مگر اُس کلام کے نہیں، جو خدا کا نور اور خدائی طاقتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ بلکہ صرف ایک ملکہ فطرت جو انسانی فطرت کے اندازہ پر فیض الٰہی قبول کرتا ہے۔ نہ وہ وحی جو خدائی کے چشمہ سے نکلی ہے۔ اور تعجب یہ کہ سید صاحب قرآن کو بھی منجانب اللہ مانتے ہیں اور اُن کے کاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام سے محبت بھی رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے ہمدرد بھی ہیں اور اہلِ اسلام کی ذریت کی دنیوی حالت کے خیر خواہ بھی۔ مگر باوصف اس کے تعجب پر تعجب، یہ کہ وہ کیوں بیّنات قرآن کریم کے برخلاف نہایت مجہول اور منکر رائیں

[۵۱] آئینہ کمالاتِ اسلام مطبوعہ ۱۹۲۳ء صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸ حاشیہ۔ [۵۲] آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۲۹، ۲۳۰ حاشیہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہر کر رہے ہیں"۔ (صفحہ ۲۲۶ حاشیہ) .... "جو تاویلیں قرآن کریم کی نہ خدا تعالےٰ کے علم میں تھیں، نہ اُس کے رسول کے علم ہیں، نہ صحابہؓ کے علم میں، نہ اولیاء اور قطبوں اور غوثوں اور ابدال کے علم میں اور نہ اُن پر دلالت النص نہ اشارۃ النص وہ سید صاحب کو سوجھیں۔ زیادہ تر افسوس کا یہ مقام ہے کہ سید صاحب نے قرآن شریف کی اُن تعلیموں پر جو اصل اصولِ اسلام اور وحی الٰہی کا لبّ لباب تھیں یا یوں کہو کہ جن کا نام اسلام تھا خیر خواہی کی نیت سے پانی پھیر دیا۔ اور اپنی تفسیر میں آیات بیّنات قرآن کریم کی ایسی بعید از صدق و انصاف تاویلیں کیں کہ جنکو ہم کسی طرح تاویل نہیں کہہ سکتے بلکہ ایک پیرایہ میں قرآن کریم کی پاک تعلیمات کا ردّ ہے"۔ (صفحہ ۲۲۷ حاشیہ)

پھر حضور علیہ السلام وحی الٰہی، الہامی پیشگوئیوں، مکاشفات اور مخاطبات الٰہیہ کے متعلق مدعیانہ طور پر سید صاحب کو مشاہدہ اور تجربہ کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"سید صاحب نے اپنے ایک دوست سے جو سیالکوٹ میں رہتے ہیں، اِس عاجز کی تالیفات کی نسبت لکھا تھا کہ وہ ایک ذرہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ یعنی بکلی صداقت سے خالی ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایکدفعہ سید صاحب نے ایک اخبار میں چھپوا بھی دیا تھا کہ کسی سے الہامی پیشگوئیوں کا ظہور میں آنا یا مکاشفات و مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہونا ایک غیر ممکن امر ہے اور اگر کوئی ایسا دعوےٰ کرے تو وہ مجانین میں سے ہے اور ایسے خیالات جنون کے مقدمات میں سے ہیں۔ اور اگر یہ خیالات دل میں راسخ ہو جائیں تو پھر وہ پورا پورا جنون ہے۔ اگرچہ کہ اِس وقت مجھ کو ٹھیک یاد نہیں کہ سید صاحب کے الفاظ کیا تھے۔ مگر قریباً اُن کا خلاصہ یہی تھا۔ القصہ مجھے ایسے کلمات کے پڑھنے اور سُننے سے بہت ہی رنج ہؤا .... مجھے نہایت خوشی ہوتی اگر سید صاحب صرف اِسی قدر کفایت نہ کرتے کہ مخالفانہ اور غیر معتقدانہ باتیں کہہ کر اور مکالمہ الٰہیہ کے مدعی کو مجنون اور پاگل قرار دے کر چُپ ہو جائیں۔ بلکہ جیسا کہ داب حق پسندوں اور منصف مزاجوں کا ہے میرے دعاوی کی مجھ سے دلیل طلب کرتے۔ تا اگر مَیں غلطی پر تھا تو اُس غلطی کا صاف طور پر فیصلہ ہو جاتا۔ اور اگر حضرت آپ غلطی پر تھے تو اُن کو اپنے اقوال سے رجوع کرنے کا مبارک موقع ملتا۔ بہرحال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس تقریب سے پبلک کو ایک فائدہ پہنچتا اور آجکل جو انہی مسائل پر قلموں کی کشت خونی ہو رہی ہے یہ روز کے جھگڑے طے ہو جاتے۔ مگر مجھے بار بار افسوس آتا ہے کہ اِس طریق مستقیم کی طرف سید صاحب نے رُخ بھی نہ کیا . . . . .

. . . . سید صاحب کا الہامی پیشگوئیوں اور خوارق سے عام انکار ہے، جس سے انبیاءؑ بھی جیسا کہ مجھے آپ کی تالیفات کا منشاء معلوم ہوتا ہے باہر نہیں ہیں۔ پس کیا اچھا ہوتا کہ اِس موقعہ پر جو الہامی پیشگوئیوں پر نہ صرف ایماناً میرا اعتقاد ہے بلکہ اُن کا مجھ کو خود دعویٰ بھی ہے سید صاحب مجھ سے اپنے شکوک دُور کرا لیتے اور اگر میں اپنے دعوے میں سچا نہ نکلتا تو جس سزا کو سید صاحب میرے لئے تجویز کرتے ہیں اُس کے بھگتنے کے لئے حاضر تھا۔ اور اگر میرا صدق کھُل جاتا تو سید صاحب اِس وقت میں کہ ستارہ زندگی قریب الغروب ہے نہ صرف میری سچائی کے قائل ہوتے بلکہ اُن پاک اعتقادوں کو جو وحی نبوت کی نسبت ضائع کر بیٹھے ہیں پھر حاصل کر لیتے۔ عزیز من! ایک منادی کی آواز کو جو سچائی کی طرف بُلا رہا ہے نہ سُننا اور تحقیر کی نظر سے اُس کو دیکھنا، اور بے تحقیق اُس کی نسبت مخالفانہ بولنا اور ثابت شدہ صداقت کے برخلاف جمے رہنا ہلاک ہونے کی راہ ہے، مجھے آپ کے کلمات سے بُو آتی ہے کہ صرف اتنا ہی نہیں کہ آپ اِس اُمّت کو مرتبہ مکالمات الٰہیہ سے تہیدست خیال کرتے ہیں بلکہ آپ کسی نبی کے لئے بھی یہ مرتبہ تجویز نہیں کرتے۔ کہ خدا تعالےٰ کا زندہ اور خدا کی قدرتوں سے بھرا ہوا کلام اس پر نازل ہوا ہو . . . . .

. . . . اگر خدا نخواستہ آپکا الٰہی کتابوں کی نسبت، جیسا کہ میں نے اب تک سمجھا ہے یہی خیال ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر خدائے تعالیٰ کا کلام نہیں اور وحی سے مراد صرف ایک ملکہ ہے جو انبیاءؑ کی فطرت کو حاصل ہوتا ہے۔ یعنی اُن کی فطرت کچھ ایسی ہی واقع ہوتی ہے کہ صداقت اور حکمت کی باتیں ان کے مُنہ سے نکلتی ہیں تو پھر میں آپ پر کھُلے کھُلے معارضہ کے ساتھ اتمامِ حُجّت کرنا چاہتا ہوں، تا لوگ آپ کی پیروی سے ہلاک نہ ہوں۔ اگر آپ اپنے قول سے رجوع کا اقرار کر کے مجھ سے اِس بات کا ثبوت چاہیں کہ کیونکر وحی فی الواقعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کا کلام ہوتا ہے اور اخبارِ غیبیہ اور آئندہ اور گذشتہ کی خبروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ تو میں بڑی خوشی سے الہامی پیشگوئیوں کے نمونہ سے ثبوت دینے کو طیار ہوں۔ اور اس بات کے سننے سے کہ آپ نیک نیتی سے اس امتحان کے لئے مستعد ہو گئے ہیں مجھے اس قدر خوشی ہوگی کہ شاید ایسی خوشی کسی اور چیز سے نہ ہوسکے۔ اس لئے کہ آپکا اپنی مہلک غلطیوں سے باز آجانا میرے نزدیک ایک قوم کی اصلاح سے کم نہیں [۵۱]۔"

"جب خدا تعالےٰ کو مدبّر بالارادہ اور اپنی مرضی کے ساتھ منزّل وحی یقین کرینگے اور وحی کو ایسی چیز سمجھیں گے جو اُسی سے نکلتی ہے اور اُسی کے اتارنے سے الٰہی قوت کے ساتھ دلوں پر اُترتی ہے تو اس صورت میں آپ اس کو ملکۂ فطرت نہیں کہہ سکتے اور نہ اس کا نام فطرتی قوت رکھ سکتے ہیں؛ بلکہ ایک نوراللہ قرار دینگے جو خدا تعالےٰ کے ہاتھ سے اور اُس کے ارادہ سے اُسی وقت اُترتا ہے جب وہ چاہتا ہے۔ ہاں وہ نور جو اُترتا ہے وہ فطرتِ قابلہ پر ہی اپنی روشنی ڈالتا ہے اور اپنا آنا اس کو جتلا دیتا ہے۔

اور یہ کہنا کہ ہم اس طرح پر وحی کو مان نہیں سکتے کیونکہ عقلِ انسانی کے مافوق ہے۔ سو اس کا یہی جواب ہے کہ عقلِ انسانی اگر ایک ثابت شدہ صداقت کو اپنے فہم اور ادراک سے بالاتر سمجھے تو وہ صداقت صرف اس وجہ سے رد کرنیکے لائق نہیں ٹھہرے گی۔ کہ عقل اس کی حقیقت تک نہیں پہنچتی۔ دُنیا میں بہتیرے ایسے خواص نباتات و جمادات و حیوانات میں پائے جاتے ہیں کہ وہ تجارب صحیحہ کے ذریعہ سے ثابت ہیں؛ مگر عقلِ انسان کے مافوق ہیں یعنی عقل اُن کی حقیقت تک پہنچ نہیں سکتی، اور اُن کی حقیقت بتلا نہیں سکتی۔ پس ایسا ہی وہ وحی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی او[ر] پاک دلوں تک وہ علوم پہنچاتی ہے جو بشری طاقتوں سے بلند تر ہیں۔ پھر جبکہ یہ حال ہے کہ عقل بجائے خود کوئی چیز نہیں بلکہ ثابت شدہ صداقتوں کے ذریعہ سے قدر و منزلت پیدا کرتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وحی سماوی ایک ثابت شدہ صداقت ہے جو اپنے اعجازی قوت رکھتی ہے اور علوم

---

[۵۱] آئینہ کمالاتِ اسلام ص۲۳ تا ۲۴۴ حاشیہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہے اور ہم اِس دعویٰ کے ثابت کرنیکے ذمہ وار ہیں۔ پھر آزمائش کیلئے متوجہ نہ ہونا کیا اُن لوگوں کا شیوہ ہو سکتا ہے جو حقیقی صداقتوں کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔" (ص ۲۳۸، ۲۳۹ حاشیہ)

ایک اصولی بات عقائد کے متعلق یہ ہے کہ ہر ایک عقیدہ علم ہندسہ یا علوم طبعی کی طرح معقولی طور پر ثابت ہونا ضروری نہیں اور اُسکے قبول کرنے میں یہ اعتراض کرنا کہ وہ عقلی طور پر سمجھ میں نہیں آسکا یا غلط ہے۔ ثبوت مشہودہ اور محسوسہ کے بعد نجات کیا معنی اور ثواب کیا معنی؟ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اگر .... وجود ملائک کا اشیاء مشہودہ محسوسہ کی طرح ہوتا مثلاً ایسا یقینی ہوتا کہ خدا تعالیٰ آپ کو کوئی فرشتہ پکڑ کر دکھا دیتا۔ اور آپ ملائک کو ہاتھوں سے ٹٹول لیتے اور آنکھوں سے دیکھ لیتے اور ایسا ہی بہشت کی نہریں اور حور اور غلمان آپ کو علیگڈھ میں بیٹھے ہوئے نظر آ جاتیں اور شراب طہور کا کوئی پیالہ بھی پی لیتے اور دوزخ بھی سامنے نظر آتا۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان تمام کھلے کھلے ثبوتوں کے بعد آپ کا اُمنا و صدقنا کہنا کیا وزن رکھتا۔" (ص ۲۴۷ حاشیہ)

علم اور مذہب کو بالکل ایک چیز کر دینا مثلاً عقائدِ مذہب کو ایسا علم بنانا جیسے کہ ہندسہ۔ یہ بھی غلط بات ہے۔ کیونکہ جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"اگر علم دین اور دینی عقائد ایسے ہی علوم بدیہہ میں سے ہوتے کہ جیسے دو اور دو چار تو پھر کیا وجہ تھی کہ اُن کے ماننے اور تسلیم کرنے سے ہمیں نجات کا وعدہ دیا جاتا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بریّتِ آدمؑ

کیا آدمؑ نے گناہ کیا؟

بنائے فاسد علی الفاسد

(از جناب صلاح الدین صاحب لائلپور)

مسئلہ کفارہ کی تمام تر بنیاد اس بات پر ہے۔ کہ "آدمؑ" نے گناہ کیا اور "اسی کے سبب سے گناہ دُنیا میں آیا" (رومیوں ۵/۱۲) کیونکہ سب بنی نوع انسان بوجہ اس کی اولاد ہونے کے وراثتاً اِس گناہ کے حقدار ہیں۔

پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آدمؑ نے گناہ کیا ہی نہیں تو مسئلہ کفارہ کی ساری بُنیاد باطل ہو جاتی ہے۔ سو اِس مضمون میں ہم اِس بات کی پڑتال کرتے ہیں کہ آیا واقعی آدمؑ نے کوئی گناہ کیا بھی یا نہیں۔ جو لوگ آدمؑ کو گنہگار ٹھہرانے کے درپے ہیں وہ لے دے کر اُس کی نو سو تیس برس کی زندگی (پیدائش ۵/۵) میں سے صرف ایک ہی گناہ پیش کرتے ہیں اور وہ گناہ نیک و بد کے درخت کا پھل کھانا تھا۔ (پ ۳/۶) جس کے متعلق خدا تعالےٰ نے اسے حکم دے رکھا تھا کہ اسکو مت کھانا (پ ۲/۱۷)

۱۔ سو جاننا چاہیئے کہ گناہ کے لئے سب سے ضروری چیز نیّت اور علم ہے۔ مثلاً اگر خدا تعالےٰ حکم دیتا ہے کہ سؤر کا گوشت مت کھاؤ اور الف گوشت کا ایک ٹکڑا ایسے حالات میں کھا لیتا ہے جبکہ کوئی صورت اُس کے لئے یہ گمان کرنے کیلئے نہیں کہ یہ سؤر کا گوشت ہے۔ حالانکہ دراصل وہ سؤر ہی کا گوشت ہوتا ہے۔ تو عقلِ سلیم اِس فعل کو ہرگز گناہ سے تعبیر نہیں کرے گی۔ پس جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ آدمؑ نے دیدہ دانستہ نیک و بد کے درخت کا پھل کھایا۔ ہم کسی طرح یہ فتوے صادر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں کرسکتے کہ اُس نے گناہ کیا۔

بائیبل کے بیان سے قطعاً یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آدمؑ نے دیکھتے اور بُوجھتے ہوئے اُس درخت کا پھل کھایا۔ پیدائش باب تین میں اِس قصّہ کو بیان کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ سانپ کے ورغلانے سے "عورت" نے "اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اُس نے کھایا" (پ ۳/۶) اب اِس بیان سے اگرچہ یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ "عورت" نے یہ پھل دیدہ دانستہ سانپ کے ورغلانے سے کھایا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمؑ کا پھل کھانا قطعاً دانستہ نہ تھا۔ کیونکہ عورت نے اُسے وہ پھل دیا اور اس نے کھا لیا۔ اُس بیچارے کو کیا معلوم تھا کہ جو پھل مجھے آج میری رفیقہ اور محبوبہ دے رہی ہے وہ شجرۂ ممنوعہ کا پھل ہے۔ بلکہ اُس کو تو اس بات کا گمان بھی نہیں آسکتا تھا کہ وہ ہاتھ جو روز اُسے انواع و اقسام کے طیّب پھل کھلاتے تھے وہی ایک دن اُسے وہ پھل پیش کر دیں گے کہ جسے کھانے کی اس کو اجازت نہیں۔ اور وہی وجود جسے خدا تعالےٰ نے اُسے بطور "مددگار" (پیدائش ۲/۱۸) کے دیا، ایکدن اس کے اور خدا کے درمیان حائل ہو جائیگا۔ آدم کی نیک نیتی کا ثبوت اِس بات سے بھی ملتا ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے اس سے پُوچھا کہ "کیا تو نے اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت مَیں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا؟" (۳/۱۱) تو "آدم نے کہا کہ جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کیا ہے۔ اُس نے مجھے اس درخت کا پھل دیا۔ اور مَیں نے کھایا۔" (۳/۱۲) گویا آدم کو قطعاً اِس بات کا اقرار نہیں کہ اس نے دیدہ دانستہ اس پھل کو کھایا۔ بلکہ وہ اپنے عدم علم کو اپنی بریّت میں پیش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ عورت جسے خود تو نے میرے ساتھ کیا وہ مجھے ممنوعہ پھل کھلا دیگی۔ مجھے تو اِس بات کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ تیری ساتھ کی ہوئی عورت میرے ساتھ یہ سلوک کریگی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ آدم کے اِس عذر کو معقول سمجھ کر اس کے بعد فوراً "عورت" کو مخاطب کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ "تو نے یہ کیا کیا؟ (۳/۱۳) اور عورت جواب میں یہ کہتی ہے کہ "سانپ نے مجھے بہکایا تو مَیں نے کھایا۔" (۳/۱۳)

اب غور طلب بات یہ ہے کہ عورت سے پُوچھا تو یہ گیا تھا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ آدمؑ کو وہ پھل کھلا دیا اور وہ جواب میں بجائے یہ کہنے کے کہ آدم نے اس پھل کو دیدہ و دانستہ کھایا اور وہ اپنے فعل کا خود جوابدہ ہے یہ کہتی ہے "سانپ نے مجھ کو بہکایا تو مَیں نے کھایا" گویا وہ آدمؑ کے پھل کھانے کو اپنی ہی طرف منسوب کرتی ہے۔ کیونکہ آدم کو تو معلوم ہی نہیں تھا!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ یہ نیک و بد کا پھل ہے لیکن عورت کو یہ خوب معلوم تھا۔ پس جب آدمؑ نے نادانستہ اس کے ہاتھوں یہ پھل کھایا تو جہاں تک اس کھانے میں سرکشی اور بغاوت کا تعلق ہے یہ پھل دراصل عورت ہی نے کھایا۔

اگر اس عبارت کے یہ سادہ اور صاف معنے نہ کئے جائیں تو سوال از آسماں جواب از ریسماں والا معاملہ بن جاتا ہے۔ کہ سوال تو یہ کیا گیا تھا کہ "تو نے یہ کیا کیا" کہ آدمؑ کو پھل کھلا دیا! اور جواب وہ یہ دیتی ہے کہ پھل مَیں نے کھایا ہے مگر سانپ کے بہکانے سے۔ پس اس جواب کو سوال سے کیا تعلق۔ سوائے اس کے کہ یہ سمجھا جائے کہ وہ آدمؑ کے کھانے کو اپنی ہی طرف لگاتی ہے اور اُسے اپنے ہی فعل کا ایک حصہ قرار دیتی ہے۔ جو کہ شیطان کے ورغلانے سے اس سے سرزد ہوا۔

اگر عورت آدمؑ کے نوٹس میں یہ بات لا چکی ہوتی کہ یہ شجرہ ممنوعہ کا پھل ہے تو اس بات کو اپنی صفائی میں پیش کرتی۔ لیکن اِس معاملہ میں اس کی کامل خاموشی بلکہ اُس کا اقرار جرم کہ دراصل آدمؑ کا پھل کھانا بھی میرا ہی فعل ہے اس بات کو قطعی طور پر ثابت کر دیتا ہے کہ آدمؑ نے دیدہ و دانستہ شجرہ ممنوعہ کا پھل نہیں کھایا[1]۔

پیدائش کے طرزِ بیان سے یہ بات اِس قدر واضح ہے۔ کہ پولسؑ رسول جیسے متعصب آدمی کو بھی اسے قبول کئے بغیر کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ چنانچہ وہ تیمتھیس کے نام پہلے خط میں لکھتا ہے :-

"آدمؑ نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی"۔ (۲/۱۴)

۲۔ آدمؑ کی معصومیت کی ایک زبردست دلیل خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت بھی ہے۔ کیونکہ جو گناہ" آدم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اُس کی سزا تو یہ تھی۔ کہ "جس روز تو نے اُس میں سے کھایا تو مرا"۔ (پ ۲/۱۷) لیکن آدمؑ اِس کے بعد آٹھ سو سے اوپر برس جیتا رہا۔ پس جب خود خدا تعالےٰ

[1] اس جگہ یہ بیان کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ قرآن کریم نے آدم کے فعل کو صرف ایک غیر ارادی فروگذاشت مانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں و لقد عھدنا الیٰ اٰدم من قبل فنسی و لم نجد لہٗ عزماً (طٰہٰ ع۷)، [1] جہاں تک نیت کا تعلق ہے پولس آدم کو اس سے مبرّا قرار دیتا ہے لیکن واہ رے تعصب! کہ باوجود اِسکے اِسکی بھول کو نافرمانی قرار دیا جاتا ہے (رومیوں ۵/۱۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے فعل نے آدم کی بریّت کر دی تو دوسرا کون ہے جو اُسے گنہگار ٹھہرائے۔

۳۔ پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ گناہ تو نیک و بد کی پہچان کے بعد ہوتا ہے۔ مثلاً کسی بے شعور بچے یا حیوان یا مجنون کے کسی فعل کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسنے گناہ کیا۔ کیونکہ شریعت کا تعلق شعور سے ہے۔ اور جب تک شعور نہیں شریعت نہیں۔ پس اگرچہ آدمؑ کا نیک و بد کی پہچان کے درخت کو دیدہ دانستہ کھا لینا بھی فرض کر لیا جائے پھر بھی گناہ نہیں کہلا سکتا کیونکہ جب تک آدمؑ نے نیک و بد کی پہچان سے حصہ نہیں پایا تھا وہ شریعت کی حکومت سے آزاد تھا۔ جب اُس کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ نیک و بد کیا ہوتے ہیں اور آیا خدا تعالیٰ کے حکم کو توڑنا بھی ایک بدی ہے یا نہیں تو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اُس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرنیسے گناہ کیا۔

یہی وجہ ہے کہ پیدائش میں آدمؑ کی نافرمانی کو کہیں بھی گناہ کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا گیا۔ سوال تو یہ ہے کہ جب آدمؑ کو نیک و بد کی تمیز معلوم ہو گئی، کیا اُس کے بعد بھی اُس نے اپنی بقیہ آٹھ سو سال کی زندگی میں کوئی گناہ کیا ؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر اِس فعل کو کہ شعور جس کے بعد حاصل ہؤا کیونکر گناہ کے نام سے یاد کیا جا سکتا ہے۔

اور یہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے فیصلہ میں فرمایا "چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت مَیں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اُسے نہ کھانا اس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی ......" (پ $\frac{3}{17}$) یہ سراسر انصاف کے خلاف اور ظلم ہے۔ آدمؑ کو یہ حکم تو تھا ہی نہیں کہ اپنی بیوی کی بات بالکل مت مانیو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا خود اُسے بطور اس کے "مددگار" کے دینا ($\frac{2}{18}$)، اس کے دماغ میں جائز طور پر یہ خیال پیدا کرتا تھا کہ یہ مجھے کسی ایسی بدراہ نہیں لگائیگی جو ہلاکت اور بربادی کی راہ ہو۔ پس صرف بیوی کی بابت ماننا جُرم کو ثابت کرنے کے لئے قطعاً ناکافی ہے۔ تاوقتیکہ یہ ثابت نہ ہو کہ بیوی کی بات ماننے میں اُس نے دانستہ خدا کی بات رد کر دی۔ اور جیسا کہ ہم مفصّل بحث کے بعد اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ "مثل" سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ آدمؑ نے دانستہ خدا کی بات کو چھوڑا۔

بات دراصل یہ ہے کہ جس طرح متبد حکومتیں ایسے لوگوں کو کہ جنکو وہ حکومت کے لئے مضر سمجھتی ہیں جھوٹے جُرم لگا کر سزا دے دیتی ہیں اسی طرح خدائے بائیبل نے آدم کو دراصل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس وجہ سے سزا نہیں دی کہ اُس نے کوئی گناہ کیا۔ بلکہ یہ تو ایک بہانہ بنا لیا گیا۔ ورنہ اصل میں سزا دینے کی وجہ یہ تھی۔ کہ "خداوند نے کہا۔ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لیکر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ اِس لئے خداوند خدا نے اس کو باغِ عدن سے باہر کر دیا" (پیدائش ۳: ۲۲، ۲۳)

مگر افسوس صرف اتنا ہے کہ "خداوند خدا" کو آدمؑ کو باغِ عدن سے نکالنے کے لئے دھوکہ بازی اور بدمزاقی کی راہ کے علاوہ اور راہ نہ ملی۔ پہلے تو ایک قابلِ ستائش فعل یعنی نیک و بد کی پہچان کو جُرم قرار دیا یعنی شجرہ ممدوحہ کو شجرہ ممنوعہ بنایا اور پھر زبردستی کے طریق سے ایک ناکردہ گناہ کو ماخوذ کیا اور خواہ مخواہ اُس پر سرکشی اور نافرمانی کا فردِ جُرم عائد کر کے اُسے خانہ بدر کر دیا۔ مگر یہ اللہ کی شان سے بعید ہے۔

آدمؑ کے ساتھ جو دُور از انصاف معاملہ خداوند خدا نے کیا یہ کوئی استثنائی فعل نہیں بلکہ ناکردہ گناہوں کی سزا دینا اُس کا عام وطیرہ ہے۔ چنانچہ وہ "باپ دادا کی بدکرداری کا بدلہ اُن کے بعد اُن کی اولاد کے دامن میں ڈالدیتا ہے"۔ (یرمیاہ ۳۲: ۱۸) اور سزا دینے کے شوق میں وہ اس قدر مغلوب الغضب ہو جاتا ہے کہ آدمؑ کے ایک مفروضہ گناہ کے عوض اس نے سب بنائے آدمؑ کو کشتنی اور گردن زدنی قرار دے دیا۔

پس جب اس کے قانون کے مطابق خود ساری نسلِ انسانی ایک موہومہ اور ناکردہ گناہ کے بدلے "گنہگار" ٹھہرائی جا سکتی ہے اور خداوند خدا کا یہی انصاف ہے تو پھر ہم ضعیف البنیان اس سے کیونکر جواب طلبی کر سکتے ہیں کہ اے آقائے سخت پسند تو نے "جدِ امجد" کو ناکردہ گناہ کے بدلے کیوں پکڑا۔ ان کے ہاں توریت ہی یہی ہے اگر وہ بے چون و چرا آدمؑ کے ایک نادانستہ فعل کے بدلہ ساری نسلِ انسانی کو ماخوذ گردان سکتا ہے تو کیوں عورت کے دانستہ گناہ کے بدلہ آدمؑ کو سزا نہیں دے سکتا خصوصاً جبکہ وہ دونوں ایک تن ہوں۔ (پیدائش ۲: ۲۴)

بہرحال ہمارے بیان سے یہ امر متحقق ہو گیا، کہ آدمؑ نے کوئی گناہ نہیں کیا اگرچہ خدائی انصاف کے مطابق جس کا کمال کہ کفارہ میں نمودار ہوا۔ عورت کے گناہ کی سزا اُس کو ضرور ملی۔ اور جب آدمؑ نے گناہ نہیں کیا تو کفارہ کی بُنیاد سراسر باطل ہو گئی۔ وھو المراد ۞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید اور علوم سائنس!

(قسط چہارم)

(از جناب شیخ عبدالقادر صاحب لائیلپور -)

قرآن مجید میں لاسلکی پیام رسانی کا ذکر

قرآن مجید میں جہاں اور عظیم الشان سائنٹیفک حقایق بیان کئے گئے۔ وہاں عصرِ حاضر کے کرشمہ ہائے سائنس کا بھی ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جلیل القدر کتاب "شہادۃ القرآن" میں ایسی امثلہ بیان فرمائی ہیں۔ اس وقت میں صرف لاسلکی نشر (یعنی بے تار برقی پیام رسانی) کے متعلق قرآن مجید کی ایک پیشگوئی کا ذکر کرتا ہوں۔

قبل اس کے کہ میں وہ پیشگوئی آپ کے سامنے رکھوں میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ آواز دنیا کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک بغیر تارِ برقی کے کیسے پہنچ جاتی ہے۔ پہلے تو آپ یہ غور کریں کہ ہم ایک دوسرے کی بات کیسے سن پاتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ میں آپ کو آواز دیتا ہوں۔ یہ آواز جب میرے منہ سے نکلتی ہے تو گرد و پیش کی ہوا کو دھکا دیتی ہے۔ یعنی جس طرح دریا میں ایک پتھر ڈالنے سے لہریں پیدا ہونے لگتی ہیں اسی طرح میری آواز کی چوٹ سے ہوا میں بھی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ لہریں بڑھتے بڑھتے آپ کے کانوں کے پردے تک پہنچ جاتی ہیں۔ جو ایک تنی ہوئی جھلی کی طرح پھیلا رہتا ہے۔ اور بہت ذکی الحس ہوتا ہے۔ یہ فوراً ان لہروں کے اثر کو محسوس کرتا ہے۔ یعنی خود اس میں بھی ایسی ہی تھرتھراہٹ پیدا ہو جاتی ہے جو میری آواز کی ضرب سے ہوا میں تھرتھراہٹ پیدا ہوئی۔ اور اس طرح آپ میری آواز سن پاتے ہیں۔ لیکن اس طریق سے ایک تھوڑے سے فاصلہ پر آپ میری آواز سن سکتے ہیں۔ دور دور آواز پہنچانے اور سننے کے لئے بالکل اسی اصول پر ٹیلیفون ایجاد ہوا۔ لیکن اس کے لئے بھی تارِ برقی کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری آواز کے ارتعاش بجلی کی رَو میں دوسری جگہ پہنچتے ہیں۔ لیکن ہمیں تو بغیر تار کے اپنی آواز کو ساری دُنیا میں پہنچانا ہے۔ اس کے لئے ہمیں فضائے عالم میں ایک ایسی شے کی ضرورت ہے جو اشارہ پاتے ہی اپنی موجوں کو دُور دراز فاصلے تک پہنچا سکے۔ آپ خوش ہوں گے کہ فضائے عالم میں ایسی شے موجود ہے۔ اِس لطیف شے کا نام علمائے سائنس کے نزدیک ایثر یا ایتھر ہے۔ جس سے فضائے عالم پُر ہے۔ اِسی ایثر میں یہ "بے تار برقی" موجیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور جس طرح ایک تالاب میں پتھر پھینکنے پر ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک موجیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ اسی طرح بحرِ ایثر میں لاسلکی ارتعاشات پھیلتے ہیں اور سارے عالم میں محسوس کئے جا سکتے ہیں۔ اگر دہلی کی فضائے ایثر لاسلکی موجوں کے ذریعہ مرتعش ہو تو ساری دُنیا کی فضائے ایثر میں ارتعاشات دَوڑنے لگیں گے۔ اور آپ ہر جگہ ان ارتعاشات کو محسوس کر سکیں گے۔ اگر ماسکو کی فضائے ایثر میں ذرا جنبش ہو تو وہی جنبش امریکہ محسوس کیجا سکتی ہے۔ لندن محسوس کی جا سکتی ہے۔ غرضیکہ ہر جگہ محسوس کی جا سکے گی۔ غور کیجئے کہ فضائے ایثر میں کتنا اتحاد، ہم آہنگی اور یگانگت ہے۔ کہ جیسے ساز کے ایک کونہ میں ساز بجانے والا گویا مضراب لگاتا ہے تو ساز کی سب تاریں مرتعش ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح کسی ایک جگہ پیدا ہونیوالا ایک ذرا سا ارتعاش ساری فضائے ایثر کو بے چین کر دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ جس طرح آواز ہوا کے ذریعہ کانوں تک پہنچتی ہے یا فون میں تار برقی کے ذریعہ آواز کے ارتعاش ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتے ہیں۔ اِسی طرح لاسلکی موجیں ایثر کے ذریعہ پھیلتی ہیں۔ یہاں ہوا یا تارِ برقی کی خدمت عالمگیر ایثر انجام دیتا ہے اب لاسلکی نشر کی مختصر داستان سُنیئے۔

لاسلکی نشر کیونکر ہوتا ہے!

یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ جن آلات سے ہم نشر شدہ تقریریں سُنتے ہیں وہ صرف

ے فضائے عالم میں ایثر کا وجود ابھی تک محض ایک مفروضہ ہے۔ لیکن اس کے مانے بغیر چارہ بھی نہیں۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں کہ جس سے لاسلکی موجیں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ سکیں۔ ایثر کا وجود ہو یا نہ ہو بہرحال ع "بنتی نہیں ہے ساغر و مینا کہے بغیر" لاسلکی نشر کی تشریح کے لئے اِس کا ذکر ضروری ہے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آواز وصول کرنے کی غرض سے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یعنی ریڈیو سیٹ۔ اسی لئے اسکو آواز گیر یعنی آواز وصول کرنے والا آلہ کہتے ہیں۔ اس سے ہم دوسروں کی سن سکتے ہیں مگر اپنی نہیں سنا سکتے۔ آواز نشر کرنے یا دوسری جگہ پہنچانے کا کام ایک دوسرے آلے کا ہوتا ہے جو کہ آلہ منتشر (ٹرانس مٹر) کہلاتا ہے۔ نشر گاہوں میں جو پروگرام ہوتا ہے اُسے ایک "مائیکروفون" حاصل کرتا ہے۔ یہ آلہ آواز کی طاقت کو برقی قوت یعنی بجلی کی لہروں میں تبدیل کر کے آلات نشر تک پہنچا دیتا ہے۔ آلاتِ نشر مرتعش ہو کر ان لہروں کو "ایریل" یعنی ٹرانس مٹر کے بلند و بالا کھمبے کے ذریعہ فضائے ایتھر میں چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اس میں لاسلکی موجیں پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ موجیں خارج ہوتے ہی چاروں طرف دوڑتی ہیں۔ لیکن جونہی یہ موجیں زمین سے ایک خاص بلندی پر پہنچتی ہیں کسی خاص سبب سے پیچھے ہٹتی ہیں اور زمین کی طرف پلٹ جاتی ہیں۔ سائینسدانوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ زمین کے بہت اوپر ایک پرت برقائے ہوئے (ionised) گیس کا موجود ہے۔ جو ریڈیو کی شعاعوں کے لئے آئینہ کا کام دیتا ہے۔ اور پھر انکو زمین کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ اسی طرح مختلف پرت دریافت ہوئے ہیں۔ ان میں سے سب سے نیچے کے پرت کا نام (D) رکھا گیا ہے جو زمین سے ۲۵، ۳۰ میل کی بلندی پر ہوتا ہے۔ یہ پرت عموماً صبح کے وقت خاص طور سے کام کرتا ہے۔ اور ریڈیو کی طویل لہروں کو روک کر زمین کی طرف واپس کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ بیشتر موجیں اس پرت سے پار ہو جاتی ہیں۔ لیکن اُوپر کا کوئی اور پرت اِن کو بھی لَوٹا دیتا ہے۔ بہرکیف یہ لہریں کسی آسمانی پرت سے واپس لَوٹ کر ہمارے ریڈیو کے ہوائی تاروں (Aerials) پر گرتی ہیں۔ اِن کے ذریعہ یہ موجیں ہمارے ریڈیو سٹ میں اثر کرتی اور بجلی کی رَو پیدا کر دیتی ہیں۔ یہ رَو بہت خفیف ہوتی ہے ریڈیو کے بکس میں جو صمام (Valves) لگے ہوتے ہیں وہ اِس کی افزائش کرتے ہیں۔ پھر یہ مختلف آلات سے گذر کر آلہ نشرِ صوت (لاؤڈ سپیکر) میں داخل ہوتی ہے۔ اور پھر سے آواز بن کر لوگوں کے کانوں تک پہنچتی ہے۔ (اقتباس، از سیر کائنات و معلومات سائنس)

لاسلکی لہروں کی ایک خصوصیت

لاسلکی موجیں فضائے ایتھر میں پھیل جانے کے باوجود بھی یہ خصوصیت رکھتی ہیں کہ وہ انہی مخصوص آواز گیروں کو چھوتی ہیں جو اُن کے لئے خاص طور پر ملائے جاتے ہیں۔ اور یہ کہ مختلف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آلاتِ نشر سے نکلی ہوئی مختلف طُول کی فضاء میں بکھری ہوئی موجیں ایک دوسرے سے تعرض نہیں کرتیں اور اپنے مخصوص آوازگیروں (یعنی ریڈیو مشینوں) میں ہی داخل ہوتی ہیں۔ اور اِن موجوں کے طُول میں کہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر فرق پڑجاتا تو ناممکن تھا کہ ہم کسی ایک ریڈیو سٹیشن کو بھی سُن سکتے (معلومات سائنس باب لاسلکی)

خُلاصہ

لاسلکی نشر کی مختصر داستان جس کا خلاصہ یہ ہے :-

(۱)

پہلے آواز کو بجلی کی رَو میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ یہ بجلی کی رَو آلاتِ نشر تک پہنچتی ہے۔ آلاتِ نشر مرتعش ہوجاتے ہیں اور عموماً ایک بلند و بالا مینار کے ذریعہ فضائے ایتھر میں یہ ارتعاش پھیلا دیتے ہیں۔ اِسی ارتعاش کا نام لاسلکی (بے تار برقی) موج ہے۔

(۲)

یہ موجیں خارج ہوتے ہی چاروں طرف دَوڑتی ہیں اور اوپر کی طرف چڑھ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ فضائی بلندیوں کا کوئی گیسیلا پرت اِن موجوں کو زمین کی طرف واپس لَوٹا دیتا ہے اور یہ موجیں ایریل (ہوائی تار) پر گر کر ہمارے ریڈیو بکس میں پہنچتے ہوئے مختلف آلات سے گذر کر پھر سے آواز بن کر ہماری سمع نوازی کے لئے باہر نکلتی ہیں۔

(۳)

اِن موجوں کی تیز رفتاری کا یہ حال ہے کہ روشنی کی رفتار (۱۸۶۰۰۰ میل فی سیکنڈ) سے تمام عالم میں پھیل جاتی ہیں۔ گویا یہ موجیں ایک ثانیہ میں ہماری دُنیا کے گرد سات مرتبہ چکّر لگا سکتی ہیں۔

(۴)

اِن لہروں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنا فرق و امتیاز قائم رکھتی ہیں۔ ایک دوسرے سے تعرض نہیں کرتیں بلکہ ممیّز رہتی ہیں۔ اگر کہیں فرق پڑجاتا اور یہ لہریں خلط ملط ہوجاتیں، تو ناممکن تھا کہ ہم اِن کے ذریعہ کوئی پروگرام سُن سکتے۔

(۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخری مرحلہ یہ ہے کہ ریڈیو مشین کو جس نشرگاہ سے پروگرام سننا مطلوب ہو اُس سے ملا دیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ "لاسلکی آلہ منشر" اور آوازگیر (ریڈیو) کو اس طرح ہم آہنگ کیا جائے کہ آخرالذکر صرف اُسی موج کو محسوس کر سکے جو اوّل الذکر بھیج رہا ہو۔ مختصر یہ کہ پہلے آواز کو نشرگاہ میں برقی قوت میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ اور فضاء میں پھیلا دیا جاتا ہے۔ اور پھر ان برقیات کو فضاء سے اخذ کر کے ریڈیو مشین میں لاؤڈسپیکر کے ذریعہ ازسرِنو آواز کی شکل دی جاتی ہے۔

"قرآن مجید میں لاسلکی پیام رسانی کا ذکر"

لاسلکی نشر کے مذکورہ پانچ مراحل کو ذہن میں رکھتے ہوئے اب قرآن مجید کی وہ پیشگوئی جس میں لاسلکی نشر کا ذکر ہے ملاحظہ ہو۔ سورہ مرسلات میں فرمایا۔

(۱) وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا[۱]ۙ

(۱) گواہ ہیں وہ (پیام رساں لہریں)، جو بلندی میں چھوڑی گئیں

(ب) یا گواہ ہیں بلند و بالا پیام رساں لہریں۔

(۲) فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ

پھر وہ نہایت تیزرفتاری سے چلنے لگتی ہیں۔

---

[۱] اس آیت میں دو لفظ ہیں۔ (۱) مُرسلات (۲) عُرفْ۔ مرسلات کے معنی پیغام رسانوں کے ہیں جیسے رسول یا مُرسَل وہ ہے جو کوئی پیغام اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُس کی مخلوق کی طرف لائے اسی طرح مُرسَل ایلچی یا پیغامبر کو بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اُس کے ذمہ پیام رسانی کا کام ہوتا ہے جیسے ملکہ سبا کا قول ہے بِمَ یرجع المُرْسلون۔ کہ مَیں دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لاتے ہیں۔ پس مُرسلات پیام رساں لہریں ہیں۔ (ب) عُرفْ ! ہر ایک بلند و مرتفع مقام یعنی اونچی جگہ کو کہتے ہیں۔ ایسا ہی جو بلند زمین ہو وہ بھی عُرف کہلاتی ہے۔ ہواؤں اور بادلوں کے اعراف وہ ہیں جو پہلے آئیں اور جو بلند ہوں لغت میں اعراف کے معنی موجوں کے بھی لکھے ہیں من الریاح اعالیھا یعنی اعراف ہواؤں کی بلند لہریں یا بالائی ہوائیں ہیں (قاموس) قرآن مجید میں بھی اصحٰب الاعراف آیا ہے یعنی بلندیوں والے۔ پس والمرسلٰت عرفًا کے معنے یہ ہوئے۔ گواہ ہیں بلند و بالا پیغام رساں لہریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝

اور وہ دُور دُور پھیل جاتی ہیں۔ یا آواز کو دُور دُور نشر کر دیتی ہیں۔

(۴) فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝

پھر وہ مکمل طور پر فرق کرنیوالی ہیں۔ یعنی وہ باہم فرق و امتیاز قائم رکھتے ہوئے ایکدوسرے سے ممیز رہتی ہیں۔

(۵) فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا ۝

پھر وہ بات کو لا ڈالتی ہیں۔

ناظرین کرام! آپ پڑھ چکے ہیں لاسلکی نشر کے یہی مرحلے ہیں جو قرآن مجید نے گنوائے۔ اوّل یہ کہ لاسلکی موجیں بلندی سے چھوڑی جاتی ہیں۔ اور بلندی کی طرف صعود کرتی ہیں۔ بلندی سے اِن موجوں کا خاص تعلق ہے (میں بتا چکا ہوں کہ یہ موجیں نشر ہوتے ہی بلندی کی طرف جاتی ہیں اور بلندی کی مختلف پرتوں سے ٹکرا کر واپس لوٹتی ہیں۔ اور پھر یہ موجیں عموماً ٹرانس مٹر کے بلند و بالا مینار کے ذریعہ فضا میں چھوڑی جاتی ہیں۔ گویا یہ لہریں ایک بلند مقام سے بلندی میں چھوڑی جاتی ہیں۔ بلندی کی طرف چڑھتی ہیں اور بلندی سے واپس لوٹتی ہیں۔ پس مُرسلاتِ عرفًا (بلند و بالا پیام رساں لہریں) یہی لاسلکی موجیں ہیں۔

دوئم۔ پھر دوسرے مرحلہ میں یہی مرسلات (پیام رساں لہریں) نشرگاہ سے منتشر ہوتے ہی عاصفات بن جاتی ہیں۔ یعنی برق رفتاری سے چلتی ہیں۔

سوئم۔ پھر انہی لہروں کو ہم ناشرات کہیں گے۔ کیونکہ یہ سارے عالم میں پھیل جاتی ہیں یا آواز کو دُور دُور نشر کر دیتی ہیں۔

چہارم۔ اور یہی موجیں ہیں کہ جن کا نام فارقات ہے۔ کیونکہ یہ باہم مکمّل رنگ میں فرق کرنیوالی ہیں۔ اور ہر جگہ اور ہر حالت میں اپنا فرق و امتیاز قائم رکھتی ہیں۔

پنجم۔ آخری مرحلہ میں پہنچکر یہی موجیں مُلقیات بن جاتی ہیں یعنی بات کو لا ڈالتی ہیں۔ چنانچہ یہ موجیں ریڈیو مشین میں آکر آواز میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔

اس کے آگے زمانہ جنگ میں لاسلکی لہروں سے جو بڑے بڑے کام لئے جاتے ہیں اُن کا ذکر ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "الفضل" جلد ۳۰ نمبر ۲۱۹ و ۲۲۰ میں راقم الحروف کا مضمون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"قرآن کریم میں لاسلکی نشر اور آتشیں جنگ کا ذکر"

قارئینِ کرام! اب آپ غور کریں کہ یہ قرآن کریم کی کتنی زبردست پیشگوئی ہے۔ جو کہ حرف بحرف پوری ہوئی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں کسی نے لاسلکی نشر کا اچھی طرح مطالعہ کرکے اس کے سب مراحل کا ذکر کیا ہے لیکن جب ہم پر یہ کھلتا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی آج سے ساڑھے تیرہ صد سال قبل ایک اُمّی، بادیہ نشین (نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہونے والے کلام پاک میں موجود ہے تو اس اعجاز کے سامنے زبان گنگ ہو جاتی ہے، اور نطق بے لباط۔ اور بے اختیار دل سے اُس مخبرِ صادق کے لئے درود وسلام نکلتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(ختم شد)

اطلاع

مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے حسب ذیل رقوم ۲۵ رفروری لغایت ۱۶ اپریل ۱۹۴۴ء وصول ہوئی ہیں جو اُن کی اطلاع کیلئے شایع کی جاتی ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ — مینجر —

نام	رقم	نام	رقم
پیر عبدالحمید صاحب دارالفضل	عہ/	محمد شریف چغتائی نئی دہلی	عہ/۸
سید محمود الحسن صاحب آئی، سی، ایس	ے/	بابو قطب الدین صاحب نئی دہلی	عہ/۸
ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب دہلوی دارالفضل	ے/	ملک عبدالمجید اینڈ برادرز گجرات	عہ/۱۱
مرزا محمد صفدر صاحب مزنگ لاہور	عہ/	اجرت طباعت چہار سالہ فروری ۱۹۴۴ء	[illegible]
محمد الدین صاحب امیر جماعت فیروز پور برائے محمد جمیل صاحب	۸/	محمد رحیم الدین صاحب احمدی دارالفضل	عہ/
ایم عبدالعزیز صاحب اڑہا	ے/	میسرز باوا پردمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر	۱۲/
محمد حنیف صاحب دندان ساز سہارنپور	ے/	محمود احمد صاحب عارف لنڈی کوتل	۳/
قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی ممباسہ	۱۴/	حوالدار علی محمد صاحب معرفت پھ ایڈونس	ع/
ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ۱۴ پنجاب رجمنٹ	ے/	Ahmad Inclullah Bhanov نائیجیریا	۱۲/

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالرحیم وعبدالکریم صاحب دانہ ضلع ہزارہ	ہے ۴/	غلام رسول صاحب مدرس منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ	ے/
نور احمد خانصاحب سالٹ انسپکٹر کالا باغ	ہے ۳/	محمد صدیق صاحب امام الصلوٰۃ کھوکھر غربی گجرات	عگر
نائک علی محمد صاحب ۲۰ ایڈوینس بیس پوسٹ آفس	ے/	شہاب الدین صاحب اپیل نویس مردان	سہ
شیخ محمد کرم الٰہی صاحب پٹیالہ	ے/	ڈاکٹر اختر محمود صاحب	ے/
محمد بدر الدین صاحب گنج مغلپورہ لاہور	عہ/	نذیر احمد ولد شاد الدین صاحب امرتسر	ے/
ڈاکٹر محمد الدین صاحب " " "	۴/	محمد تقی صاحب سنور پٹیالہ	عہ/
لفٹننٹ ڈاکٹر عبدالکریم ملتان	ے/	حکیم محمد اسمٰعیل صاحب ڈھاک ضلع شیخوپورہ	عگر ۲/
ملک شیر محمد صاحب مجوکہ	۸/	سید علام الدین صاحب	عہ/
مرزا محمد حسین صاحب نئی دہلی	ے/	ناصر احمد حوالدار کلرک بنوں	ے/
ایچ۔ ایم مرغوب اللہ صاحب مالاکنڈ	۸/	میسرز بادا پردمن سنگھ امرتسر	عے/
محمد جمیل خانصاحب فیروزپور	۸/	بابو محمد بخش صاحب سب پوسٹماسٹر سنور	عگر ۸/
سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد	عہ/	مولوی محمد رحیم الدین صاحب سہارنپوری	عہ/
ڈاکٹر محمد حسین صاحب بنشنر دار العلوم	عہ/	محمد احمد صاحب پانی پت طالبعلم مدرسہ احمدیہ	عگر ۸/
محمد بدر الدین صاحب مغلپورہ	عہ/	مرزا محمد صفدر صاحب مزنگ لاہور	عہ/
سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب باب الانوار	ے/	غلام محمد صاحب سمیٹریال	ے/
ملک رسول بخش صاحب	ے/	محمد صدیق بیگ صاحب قصور	عہ/
چوہدری عنایت الٰہی صاحب سب پوسٹماسٹر کیہرہ گورداسپور	عہ/	ملک برکت اللہ صاحب جھانسی	۸/
مولوی قدرت اللہ صاحب محمد آباد اسٹیٹ	ے/	صدر الدین صاحب سیکرٹری مال شورکوٹ	ے/
عبدالغنی صاحب احمدی شیرانوالہ گیٹ لاہور	ے/	عبدالرحمٰن صاحب سٹروعہ	ے/
غلام محی الدین صاحب سیلون کمانڈ	عہ/	خدابخش صاحب خانیوال	۸/
چوہدری بشارت احمد صاحب احمدی وائرلیس سٹیشن بمبئی	ے/	عبدالجلیل خانصاحب مزنگ لاہور	عگر/
چوہدری خورشید احمد صاحب بٹ	ے/	عبدالغنی صاحب سٹوگرافر جھنگ	عہ/
مولوی نورالحق صاحب سیکرٹری دی سنٹرل مسلم	ے/	شاہ محمد صاحب	ے/
علی محمد صاحب الور ڈیج پور بنگال	ے/	عبدالمنان خاں صاحب کالا گڑھ	ے/
عبدالعزیز صاحب مدرس پاٹریانوالی گجرات	عہ/	شیر محمد صاحب مجوکہ ملتان	سہ/

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۷۳۰۴ :- منکہ قربان حسین شاہ ولد حسین علی شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر اٹھائیس ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن ٹبہ بوئے شاہ ڈاکخانہ و ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ ماہ فروری سنہ ۱۹۴۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں کیونکہ بفضلہ تعالیٰ میرے والد مکرم ابھی زندہ ہیں۔ اس وقت میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے جو مبلغ اکتالیس ۴۱/- روپیہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ہر ماہ داخل کرتا رہوں گا۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- قربان حسین شاہ ولد حسین علی شاہ موضع ٹبہ بوئے شاہ ڈاکخانہ و ضلع گجرات حال ہیڈ کنسٹبل ۱۰۵ تھانہ پولیس کوئٹہ بلوچستان۔ گواہ شد:- بشیر احمد انسپکٹر کلائیو کوئٹہ۔ قائم مقام امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد:- احمد دین کیفی سٹرٹی کوئٹہ بلوچستان ؏

نمبر ۷۲۸۹ :- منکہ عبدالرحمٰن ولد میاں محمد عالم قوم بٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن ناگڑیاں ڈاکخانہ ناگڑیاں ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ فروری سنہ ۱۹۴۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے جو اسوقت مبلغ ستر (۷۰/-) روپیہ ہے۔ میں تازیست ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنیکے وقت جسقدر جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- عبدالرحمٰن ارشد احمدی پارسل کلرک ریلوے اسٹیشن کوئٹہ۔ گواہ شد:- بشیر احمد ایم۔اے۔ انسپکٹر کلائیو کوئٹہ قائم مقام امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد:- قربان حسین شاہ ہیڈ کنسٹبل ریلوے پولیس کوئٹہ بلوچستان ؏

نمبر ۷۴۲۰ :- منکہ محمد ضیاء الحق احمدی ولد میاں نبی بخش صاحب احمدی ساکن کنیاں کلاں ڈاکخانہ جنگل انبیاء۔ تحصیل نکودر ضلع جالندھر۔ حال در ملٹری نائینس ڈیپارٹمنٹ نئی دہلی آج مورخہ ۲/۴/۴۲ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی مندرجہ ذیل جائیداد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ عرض ہے کہ میں نے اسوقت تک کوئی جائیداد نہیں پیدا کی۔ صرف مبلغ ساٹھ ۶۰/- روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہونگا۔ اسکے علاوہ اگر میری زندگی میں یا میرے مرنے پر میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ میرے ورثاء سے وصول کرلیں۔ نیز اگر اس پیدا کردہ جائیداد یا جدی جائیداد جو اگر مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے ملے گا کوئی حصہ اپنی زندگی میں ادا کرونگا تو ادا کردہ رقم حصہ وصیت میں سے منہا سمجھی جائے گی۔ علاوہ ازیں تنخواہ کی کمی بیشی کی اطلاع سیکرٹری بہشتی مقبرہ کو کرتا رہونگا۔ العبد:۔ محمد ضیاء الحق احمدی ملٹری نائینس (او۔ ۴) نئی دہلی۔ گواہ شد:۔ عزیز احمد (بی۔ اے) کلرک ملٹری نائینس (او۔ ۲) نئی دہلی گواہ شد:۔ نذیر احمد نائیننس ڈیپارٹمنٹ سپلائی نئی دہلی ٭

نمبر ۷۹۱۲ :۔ منکہ ظہور احمد ولد محمد مراد قوم کھرل راجپوت پیشہ ملازمت عمر قریباً ۱۸ سال تاریخ بیعت جلسہ سالانہ ۱۹۳۹ء ساکن بھاکا بھٹیاں ڈاکخانہ اجنیانوالہ ضلع گوجرانوالہ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت منقولہ یا غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔ کیونکہ بفضل خدا میرے والد صاحب زندہ ہیں۔ البتہ میرے مبلغ ایک صد چالیس ۱۴۰/- روپیہ نصف جنکے ستر ۷۰/- روپیہ ہوتے ہیں (بمد امانت ذاتی خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان) جمع ہیں۔ لیکن میرا گذارہ میری آمد پر ہے جو کہ ۱۸ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ میں اپنی ماہوار آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دفتر متعلقہ کو دیتا رہوں گا۔ اور یہ بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں کہ میری وفات پر جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت جاری و حاوی ہوگی۔ البتہ میں جو حصہ جائیداد بمد وصیت ادا کر کے رسید حاصل کرونگا وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد:۔ لانس نائک ظہور احمد خان ع ۲۳۲۵۶ ہیڈ کوارٹر کمپنی ۱۵/۱۵ پنجاب رجمنٹ ملٹری کیمپ پل گاؤں ضلع وردہ علاقہ سی۔ پی۔ گواہ شد:۔ عاجز محمد امیر احمدی سیکرٹری تبلیغ بھاکا بھٹیاں ڈاکخانہ اجنیانوالہ ضلع گوجرانوالہ برادر موصی۔ گواہ شد:۔ سلطان احمد احمدی سکنہ حافظ آباد محلہ قلعہ گرلہ بقلم خود موصی ع ۶۷۷۶ ٭

نمبر ۷۹۱۳ :۔ منکہ زین الحسن خان احمدی ولد منشی اشرف خان مرحوم قوم پٹھانی پیشہ زمیندارہ عمر قریباً ساٹھ سال تاریخ بیعت ۱۷/۲/۱۹۱۶ ساکن دیہو گرام ڈاکخانہ ٹپرا (Tippera) صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ ماہ تبوک ۱۳۲۲ ہش مطابق ۹ ستمبر ۱۹۴۳ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ع۱ اسکنی زمین معہ از رہائشی مکان کے ۸ اگنڈے ۲ دو کرٹے۔ ایک کاگ جسکی موجودہ قیمت تخمیناً مبلغ یکصد پچیس /۱۲۵ روپے ہے۔ ع۲ مزاعت زمین کل ۶ چھ کانی چھ گنڈے تیس کرڑ ایکڑ کاگ جسکی موجودہ قیمت تخمیناً ۹۲۱/- روپیہ ہے۔ کل قیمت ۱۰۴۶/-/- روپے جسکے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ زین الحسین خان۔ گواہ شد:۔ مظفر الدین چوہدری دیو گرام۔ گواہ شد:۔ شیبد الدین احمدی۔

نمبر ۱۴۱۹۷ :۔ منکہ محمد عبد اللہ ولد میاں محمد یامین صاحب قوم راجپوت پیشہ زرگری عمر ۳۵ برس۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن پنڈی چری ڈاکخانہ سید والہ ضلع شیخوپورہ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ اپریل ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ سونا ڈیڑھ تولہ قیمتی ۱۲۵/-/- روپیہ۔ کمیٹی تعاونی ۲۰۱/-/- اوسط آمد ماہانہ ۲۰/-/- روپیہ۔ اس تمام جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اگر اپنی زندگی میں کوئی اور جائیداد بناؤں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور بوقت وفات جو جائیداد ثابت ہووے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد عبد اللہ۔ گواہ شد:۔ عبد الرحیم احمدی پنڈی چری۔ گواہ شد:۔ محمد یوسف آفندی ۲۳/۴/۴۴۔

نمبر ۱۹۸۷ :۔ منکہ نجات احمد ولد مولا بخش صاحب قوم جٹ وڑائچ پیشہ زمیندارہ عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن پکیواں ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد چھ کنال زمین ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم دیدوں تو منہا کر دیجائے گی۔ نیز میرے مرنیکے بعد جو جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد:۔ نجات احمد موصی پکیواں۔ گواہ شد:۔ محمد کفایت اللہ سیکرٹری انجمن احمدیہ پکیواں۔ گواہ شد:۔ محمد منشی خاں مبلغ مقامی تبلیغ۔

نمبر ۳۸۴۷ :۔ منکہ مالی لوہار ولد رحیم بخش قوم لوہار پیشہ مزدوری عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن ننگل باغباناں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۳/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ایک مکان جس کا رقبہ اڑھائی مرلہ ہے اور اسکی موجودہ صورت میں اندازاً قیمت مبلغ ۳۰۰/- روپے ہے اور میرے استعمال کے اوزار ہیں۔ ایک آہنی آرن۔ دو عدد دو وال۔ دو عدد ہتھوڑے جنکی قیمت اندازاً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پچاس روپے ہے۔ میں مذکورہ بالا جائیداد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بقائمی ہوش و حواس کرتا ہوں۔ یہ میری واحد ملکیت ہے۔ اس میں کسی دوسرے کا حصہ نہیں ہے۔ مجھے آجکل سوا دو روپے یومیہ مزدوری ملتی ہے۔ مزدوری کا بھی 1/10 حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا۔ ان کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اگر میرے مرنیکے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان 1/10 حصہ کی مالک ہوگی۔ العبد:۔ مالی لوہار سکنہ ننگل نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ عزیزدین۔ گواہ شد:۔ اللہ دتا امام الصلوٰۃ۔

نمبر ۶۴۱۶ :۔ منکہ شیخ عبدالغنی ولد محمد بخش صاحب مرحوم قوم ککے زئی کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۴۷ سال پیدائشی احمدی ساکن دھرمکوٹ بگہ ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ایک مکان پختہ و خام رہائشی قیمت تقریباً ایکہزار روپیہ۔ تنخواہ ماہوار ۔/۲۵ روپے۔ ایک بھینس۔ اس جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اپنی ماہوار آمد کا بھی دسواں حصہ تازیست داخل خزانہ کرتا رہونگا۔ العبد:۔ عبدالغنی۔ گواہ شد:۔ محمد شریف۔ گواہ شد:۔ عبدالرحمن برادر موصی۔ گواہ شد:۔ شیخ جلال الدین۔

نمبر ۶۴۱۷ :۔ منکہ عائشہ زوجہ منشی عبدالغنی قوم ککے زئی کشمیری عمر قریباً ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن دھرمکوٹ بگہ ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ اپریل ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) چوڑیاں طلائی ایک جوڑی۔ (۲) کانٹے طلائی ایک جوڑی۔ (۳) مُرکیاں طلائی ایک جوڑی۔ کل وزن 1/2 ۷ تولہ۔ (۴) مہر مبلغ یکصد روپیہ۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اپنی ماہوار آمد کا 1/10 حصہ بھی تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔ نوٹ:۔ میں انشاءاللہ بفضل خدا 1/3 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ مہر میرا ابھی وصول نہیں ہوا۔ اس جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ العبد:۔ عائشہ زوجہ منشی عبدالغنی۔ گواہ شد:۔ جلال الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دھرمکوٹ بگہ۔ گواہ شد:۔ عبدالرحمن دھرمکوٹ بگہ۔ گواہ شد:۔ عبدالغنی خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ چوہدری محمد شریف دھرمکوٹ بگہ۔

نمبر ۶۴۹ :۔ منکہ امینہ بی بی زوجہ میاں عبدالکریم صاحب قوم شیخ عمر ۲۲ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن پوربندر حال مقیم بھاؤنگر ضلع کاٹھیاواڑ ریاست کاٹھیاواڑ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اسوقت ۔/۱۲۵ جو کہ میرا حق مہر ہے اور مبلغ ۔/۱۴۵ روپے نصف جنکے ۔/۸/۔۷۲ ہوتے ہیں نقد موجود ہیں اور زیور چاندی مبلغ عـہ روپے کا ہے اور ۔/۱۰۰ روپیہ کی سلائی کی مشین ہے۔ اس جائیداد کے 1/10 حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اور میرے مرنیکے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی اور جائیداد نکلے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ امینہ بی بی موصیہ بھاؤ نگر۔ گواہ شد:۔ عبدالکریم خاوند موصیہ بھاؤنگر۔ گواہ شد:۔ حکیم شریف احمد حال بھاؤ نگر ٭

نمبر ۷۴۱۱:۔ منکہ صفیہ صادقہ عفت بنت قاضی محمد رشید صاحب قوم شیخ انصاری عمر ۷ اسال پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۳/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اس وقت صرف یکصد روپیہ نقد موجود ہے جو مجھکو اپنے والد صاحب کی طرف سے ملا ہے اس کے علاوہ نہ میری اور کوئی جائیداد ہے اور نہ آمدنی۔ میں اس موجودہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اگر میرے مرنیکے بعد اور کوئی جائیداد اسکے علاوہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ صفیہ صدیقہ عفت بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد عبداللہ بوتالوی گواہ شد:۔ عبدالرحمٰن انور ٭

نمبر ۷۴۱۰:۔ منکہ شمس النساء بیگم بنت سید صادق علی شاہ صاحب قوم سید پیشہ تعلیم عمر ۸ اسال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار العلوم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ بذمہ والد صاحب محترم ہے میرے پاس صرف دو طلائی زیور ہیں۔ کانوں میں طلائی کوکے دو عدد وزنی دو ماشہ قیمتی ۱۳/- ایک چمپا کلی گلے میں وزنی دو تولے قیمتی ۱۲۸/- روپے ہے۔ میں دونوں زیوروں کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو یہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا سمجھی جائیگی۔ اگر اس وصیت کے بعد خدا اپنے فضل سے مجھے کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ عطا فرمائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ شمس النساء بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ سید محبوب عالم نانا موصیہ۔ گواہ شد:۔ سید صادق علی مہاجر موصی والد موصیہ ٭

نمبر ۷۴۱۲:۔ منکہ عبدالجلیل عشرت ولد شیخ غلام قادر صاحب مرحوم قوم ککے زئی پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۱/۲ ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بٹالہ ڈاکخانہ بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ اپریل ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے جس کی کل قیمت ۷۰۰/- روپے ہے لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت ۱۰۸/- روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ (۱) نقد تقریباً -/۴۰۰ روپیہ۔ (۲) ایک قطعہ زمین سکنی ایک کنال واقعہ محلہ رحمٰن پورہ (نزد اچھرہ) لاہور خسرہ ۱۱۶۵ (خود پیدا کردہ میرے نام رجسٹری شدہ) قیمت خرید -/۴۴۰ روپے۔ (۳) ایک مکان واقعہ محلہ پلاں ہاتھی دروازہ بٹالہ ضلع گورداسپور جدی۔ اس میں ہم تین بھائیوں کا حصہ ہے اسکی قیمت اندازاً -/۵۰۰ ہے۔ تیسرا حصہ -/۱۶۷ روپے ہے۔ کل -/۱۰۰۷ روپے۔ اس جائیداد کا دسواں حصہ -/۱۰۱ روپے۔ اگر خدا نے توفیق دی تو کوشش کرونگا کہ انشاء اللہ یہ -/۱۰۱ روپیہ اپنی زندگی میں ادا کردوں۔ العبد: عبد الجلیل عشرت احمدی بی۔ اے (آنرز) حال اکونٹنٹ ملٹری سپلائی ڈویژن وزیر آباد۔ گواہ شد: فضل حق بقلم خود خسر موصی۔ گواہ شد: افتخار الحق خان بیرسٹر ایٹ لاء ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور ۔

نمبر ۴۱۵۷ :- منکہ عفت النساء بیگم زوجہ عبد الجلیل صاحب عشرت قوم ککے زئی عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بٹالہ ڈاکخانہ بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ اپریل ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (۳) میری جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے۔ (۱) مہر -/۵۰۰ جو میرے خاوند نے مجھے ادا کر دیا ہے (۲) زیور جسکی موجودہ قیمت تقریباً -/۱۵۰۰ ہے کل جائیداد -/۲۰۰۰ روپے (دو ہزار روپیہ) اس کا ۱/۱۰ حصہ -/۲۰۰ اگر خدا نے توفیق دی تو کوشش کروں گی کہ یہ -/۲۰۰ روپیہ اپنی زندگی میں ادا کروں۔ الامۃ: عفت النساء زوجہ عبد الجلیل صاحب عشرت بی۔ اے (آنرز) حال اکونٹنٹ ملٹری سپلائی ڈویژن وزیر آباد۔ ۲۲ اپریل ۱۹۴۳ء۔ گواہ شد: فضل حق بقلم خود والد موصی۔ گواہ شد: عبد الجلیل عشرت خاوند موصیہ ۔

نمبر ۴۲۴۷ :- منکہ بشیر احمد ولد میاں علی محمد صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ نوکری عمر ۱۹ برس پیدائشی احمدی ساکن لکھانوالی ڈاکخانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مئی ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں فی الحال کسی جائیداد منقولہ یا منقولہ کا وارث نہیں ہوں۔ میں اسوقت فوجی ملازم ہوں اور میری ماہوار تنخواہ -/۱۸ روپے ہے اور ماہوار الاؤنس -/۴۷ روپے ہے۔ کل ماہوار آمد مبلغ -/۶۵ روپے ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے صیغہ ہذا کے حق میں کرتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسکو انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتا رہونگا اور میری وفات کے بعد جس قدر بھی میری جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۳ حصہ پر منیفہ ہذا کو اختیار رہوگا۔ یہ میری پختہ وصیت ہے اور تاحین حیات اس وصیت کا پابند رہونگا۔ اگر آئندہ کوئی اور جائیداد مزید پیدا کروں یا مزید ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو بھی اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ العبد:۔ بشیر احمد برادر مولوی محمد احمد مولوی فاضل سیالکوٹی قادیان۔ گواہ شد:۔ موصی لیس نائک صدیق احمد صادق۔ گواہ شد:۔ موصی وصحابی علی محمد انسپکٹر وصایا موضع ککھانوالی حال وارد قادیان ؛

نمبر ۲۷ ۴۴۳ :۔ عظمت اللہ ولد خادم محی الدین قوم شیخ قانونگو پیشہ تجارت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالامان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/ش/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اسکے ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو کہ کل مبلغ تین ہزار روپیہ نقد تجارت میں لگایا ہوا ہے۔ اسکے سوا اور کوئی جائیداد نہیں ہے اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس تجارت کی آمد پر ہے جو کہ بعد حساب کتاب ادا کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ کاتب شیخ محمد اکرام موصی دارالفضل۔ العبد:۔ شیخ عظمت اللہ تاجر دارالفضل۔ گواہ شد:۔ شیخ قدرت اللہ تاجر دارالفضل۔ گواہ شد:۔ علی محمد موصی اصحابی انسپکٹر وصایا ؛

نمبر ۳۴ ۴۴۳ :۔ منکہ سلطان صلاح الدین فاتح ولد ڈاکٹر گوہر دین صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/ش/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائیداد نہیں البتہ میں فوج میں ملازم ہوں اور میری تنخواہ اسوقت مبلغ ۳۸۰/- روپے ماہوار ہے اسکا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اگر میری وفات پر کوئی جائیداد ثابت ہوئی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اور اگر میں جائیداد کے حساب میں کوئی رقم ادا کروں تو وہ مجرا کی جائیگی۔ العبد:۔ سلطان صلاح الدین موصی۔ گواہ شد:۔ محمد اسحاق ساقی جامعہ احمدیہ۔ گواہ شد:۔ علاء الرحمن محرر نظارت بیت المال ؛

نمبر ۳۲ ۴۴۳ :۔ منکہ سلیمہ بیگم زوجہ بابو محمد حسین صاحب صوبیدار قوم سید عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالفضل بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/ش/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ سنگر سیونگ مشین ۱۷۰/- کانٹے طلائی ۹ ماشہ للعہ انگوٹھی طلائی ۳ ماشہ للعہ کچھیاں نقرئی ہے تیلی سونا للعہ کل ۱۷۹/- روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہر بذمہ خاوند -/۵۰۰ - میزان کل -/۷۷۹ مندرجہ بالا مہر و زیور قیمتی ۷۷۹ روپے میں سے ۱/۱۰ حصہ -/۷۷ کی وصیت کرتی ہوں - میرے مرنے پر اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسپر بھی میری یہی وصیت حاوی ہوگی - الامۃ و سلیمہ بیگم بنت سید محمد حسین شاہ سیکرٹری وصایا دار الفضل - گواہ شد - محمد حسین صدر دار الفضل - گواہ شد - سید محمد حسین شاہ والد موصیہ ؛

نمبر ۴۲۳ : - منکہ اقبال بیگم زوجہ شیخ محمد خورشید صاحب قوم ککّے زئی عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن دھرمکوٹ حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میرا حق مہر ایکہزار روپیہ ہے جو کہ بذمہ خاوند ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - اور کوئی میری ذاتی جائیداد بصورت زیور یا کوئی اور صورت میں موجود نہیں ہے سوائے ایک عدد سنگر مشین قیمتی -/۵۰ روپے کے - لہٰذا پچاس روپے میں سے اگر کوئی رقم اپنی زندگی میں داخل خزانہ کروں تو مجرا ہوگی اس جائیداد کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد میرے مرنے پر ثابت ہو تو اسکا بھی ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن کو وصول کرنیکا اختیار ہوگا - الامۃ : - اقبال بیگم زوجہ محمد خورشید صاحب پٹواری قادیان دار الفضل - گواہ شد : - محمد خورشید پٹواری خاوند موصیہ گواہ شد : - عبد الرحمٰن بشر - گواہ شد : - (ڈاکٹر) ظفر حسن صوبیدار دار الفضل قادیان ؛

نمبر ۴۲۵ : - منکہ نذیر احمد ولد احمد الدین قوم مغل پیشہ درزی عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی - ساکن لالہ موسےٰ ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات صوبہ پنجاب - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ اپریل ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں - جائیداد ہونے پر ۱/۱۰ حصہ جائیداد کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اس وقت میری کوئی معین آمد نہیں ہے - درزی کا کام کرتا ہوں - جو آمد ہوگی اُس کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ ادا کرتا رہونگا - اور جب میرے مرنے پر کوئی جائیداد ہوگی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - العبد : - نذیر احمد ولد احمد الدین مرحوم - گواہ شد : - اللہ دتا احمدی فائرمین برادر موصی ریلوے انجن شیڈ حال وارد قادیان - گواہ شد : - عبد العزیز احمدی سیکرٹری وصایا سکنہ نوشہرہ حال وارد قادیان ؛

نمبر ۴۲۶ : - منکہ برکت بی بی بیوہ نور محمد صاحب عمر ۵۰ سال قوم شیخ تاریخ بیعت ۲۰ دسمبر ۱۹۲۰ء ساکن قادیان محلہ دار السعۃ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۳/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری جائیداد اس وقت صرف تین صد روپیہ نقد ہے اسکے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - اور کوئی جائیداد نہیں - اگر کوئی جائیداد میرے مرنے پر اور میری ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - الامۃ : - برکت بی بی موصیہ نشان انگوٹھا - گواہ شد : - فضل دین پسر موصیہ - گواہ شد : - محمد ابراہیم ولد اللہ دتہ ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا :-

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقاید کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائے گا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی اڑھائی روپیہ لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے :-

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دوسو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایکسو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چون روپے	نوے روپے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں!

صرف پچیس ۲۵ روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس ۲۵ روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس ۳۰ روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس ۲۵ روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:-

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
کتاب البریہ	تحفہ گولڑویہ
آئینہ کمالات اسلام	اربعین ہر چہار
شہادۃ القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
ملفوظات	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لجۃ النور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں!

مینیجر رسالہ ریویو اردو قادیان